دروسِ رمضان
حصہ دوم
تالیف
محمد فہیم مصطفائی
نعمان پبلیکیشنز گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... دروسِ رمضان [حصہ اول]

مؤلف .... محمد فہیم قادری مصطفائی

موبائل نمبر............ 0300-4406838

پہلا ایڈیشن .... جولائی 2011ء

تعداد............ 1200

ناشر .... مکتبۃ النعمان گوجرانوالہ

صفحات 112

ہدیہ .... 80 روپے

مکتبہ قادریہ میلاد مصطفیٰ چوک گوجرانوالہ، کرمانوالہ بک شاپ لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت داتا دربار مارکیٹ لاہور، مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ جلالیہ وصراط مستقیم فوارہ چوک گجرات، مکتبہ المصطفیٰ سیالکوٹ

مکتبہ المصطفیٰ اندرون لوہیانوالہ گوجرانوالہ، مکتبہ دارالعلوم دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ اہلسنت اندرون لوہاری گیٹ لاہور، مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ رضائے مصطفیٰ دارالسلام چوک گوجرانوالہ، مکتبہ ضیاءالعلوم راولپنڈی

مکتبہ غوثیہ کراچی، مکتبہ برکات المدینہ کراچی، مکتبۃ المجاہد سرگودھا

فہرست

یکم رمضان

۞ عشرۂ اوّل : رحمتِ الٰہی ۞

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم . ﴿شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾ [البقرۃ:۱۸۵،پ:۲]
صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم!

حضرات گرامی!

اللہ تعالیٰ کے کروڑہا کروڑ احسانات کہ اُس نے ہمیں ایک مرتبہ پھر زندگی میں ماہِ رمضان جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا، ماہِ رمضان کے فیضان کے کیا کہنے کہ اس کی ہر گھڑی ہی رحمت بھری ہے اور خصوصاً اِس ماہِ مبارک کا عشرۂ اول یعنی پہلے دس دن تو سراپا رحمت ہیں جیسا کہ آقا کریم نے اِرشاد فرمایا۔

﴿عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللّٰہ ﷺ فی اٰخر یوم من شعبان فقال ایھاالناس قد اظلکم شہر عظیم شہر مبارک شہر فیہ لیلۃ خیر من الف شہر جعل اللّٰہ صیامہ فریضۃ وقیام لیلۃ تطوعا من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن ادی فریضۃ سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ وھو شہر الصبر والصبر ثوابہ الجنۃ وشہر المواساۃ وشہر یزاد فیہ رزق المؤمن من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیران ینتقص من اجرہ شیء قلنا یارسول اللّٰہ !لیس کلنا نجد ما نفطر بہ الصائم فقال رسول اللّٰہ ﷺ یعطی اللّٰہ ھذا الثواب من فطر صائما علی مَذقۃ لبن اوتمرتہ اوشربۃ من ماء ومن اشبع صائما سقاہ اللّٰہ من حوضی شربۃ لا یظمأ حتی یدخل الجنۃ وھو شہر اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ واٰخرہ عتق من النار ومن خفف عن مملوکہ فیہ غفر اللّٰہ لہ واعتقہ من النار﴾

[شعب الایمان: ۳/۳۰۶، مشکوۃ المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الثانی: ۱۷۳]

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ شعبان کے آخری دن ہمیں خطاب فرماتے، پس آپ فرماتے کہ اے لوگو! تم پر مبارک اور عظیم ماہ سایہ فگن ہے، اِس ماہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اِس ماہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اِس کی راتوں کو نوافل پڑھنا جائز قرار دیا ہے، جو مسلمان اِس مہینے میں ایک نفلی نیکی کرتا ہے تو وہ ایسے ہے جیسے اُس نے غیر رمضان میں ایک فرض ادا کیا اور جو شخص اِس ماہ میں ایک فرض ادا کرے وہ ایسے ہے جیسے اُس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے اور یہ صبر کا مہینہ اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ غمخواری کا مہینہ اور اِس ماہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو اِس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کروائے تو اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اُسے جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا اور اُسے روزہ دار کی مثل ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ کیا جائے گا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک روزہ دار کو روزہ اِفطار کروانے کی مالی حیثیت نہیں رکھتا تو حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اُس شخص کو عطا فرمائے گا جو ایک گھونٹ دودھ، ایک چلو پانی یا ایک کھجور کے ساتھ اِفطار کروائے اور جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا جام پلائے گا کہ وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول یعنی پہلے دس دن رحمت ہیں اور جس کا اوسط یعنی درمیان کے دس دن گناہوں سے بخشش کے ہیں اور اِس کے آخری دس دن جہنم سے آزادی کے ہیں اور جس نے اِس ماہ میں اپنے غلام پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور اُسے جہنم سے آزاد کر دے گا۔''

حضرات گرامی!

یہ حدیث مبارک ماہِ رمضان کی بے شمار برکتوں اور عظمتوں پر مشتمل ہے، یہ علوم و معارف کا حسین گلدستہ ہے، یہ ماہ رمضان کی فضیلتوں کے انمول موتیوں کا خزانہ ہے، یہ روزہ دار کی عظمت و فضیلت کے جھنڈے بلند کر رہی ہے، یہ اِفطار کروانے والوں کیلئے بھی مسرت کی نوید ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر کس قدر اِحسانِ عظیم ہے کہ اُس نے ماہِ رمضان جیسا عظیم الشان ماہ ہمیں عطا کیا اور یہ فضیلت صرف اُمتِ محمدیہ کے حصے آئی کہ صرف اِسے ہی یہ ماہ عطا کیا گیا، اس ماہ مبارک کے کیا کہنے! جس کی ہر ہر گھڑی اور ہر ہر ساعت عظمتوں اور فضیلتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، یہ اللہ کا بہت بڑا کرم ہے کہ اُس نے ہمیں ایک عظیم المرتبت ماہ عطا فرما دیا جس کی ایک رات ہزار مہینوں کی عبادت

سے افضل ہے، جس میں ہمارے لئے رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور اُمتِ محمدیہ کو گمراہ کرنے والی سب سے بڑی طاقت شیطان لعین کو قید کر دیا جاتا ہے، اب بندہ مومن چاہے تو بڑی آسانی سے اِس ماہ کی برکتوں سے نفسِ عمارہ کو بھی شکست دے کر نیکیوں کا انبار لگا سکتا ہے، آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام اِس ماہ میں ریاضت وعبادت کیلئے خصوصی عبادت کیا کرتے تھے، اُمتِ محمدیہ پر بھی لازم ہے کہ وہ اِس ماہ کی عظمتوں کو لوٹنے کیلئے آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت کو اپنائیں اور اِس ماہ کے روزے رکھ کر، سنتِ تراویح ادا کرکے، تلاوت کلام مجید اور نوافل کی کثرت کرکے اپنے رب اور آقا کریم کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

نزولِ قرآن کا مہینہ

اِس ماہ مبارک کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اِس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ پر قرآنِ مجید فرقانِ حمید نازل فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿ شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینت من الهدی والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر، یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ﴾ [سورۃ البقرۃ: ۱۸۵، پ: ۲]

"رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا، یہ ہدایت ہے لوگوں کیلئے اور رہنمائی اور فیصلے کی روشن باتیں، پس تم میں سے جوکوئی اِس مہینے کو پائے، پس وہ اِس کے روزے رکھے اور جوکوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو اِتنی تعداد دوسرے دنوں میں پوری کرے، اللہ تعالیٰ آسانی چاہتا ہے تم پر اور وہ تم پر تنگی نہیں چاہتا۔"

لفظِ رمضان کی تشریح

مفسرِ شہیر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں۔

رمضان یا تو رحمٰن کی طرح اللہ تعالیٰ کا نام ہے چونکہ اِس مہینہ میں دن رات اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، لہٰذا اِسے "شہرِ رمضان" یعنی اللہ کا مہینہ کہا جاتا ہے

اِمام بغوی فرماتے ہیں۔ رمضان "رمضاء" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے گرم پتھر کیونکہ وہ سخت گرمی میں روزے رکھتے تھے، لہٰذا اسے رمضان کہہ دیا۔

حضرات گرامی! اللہ کے پیارے رسول نبی اکرم ﷺ نے بھی بے شمار احادیثِ مبارکہ میں اِس ماہِ معظم کی رحمتوں اور برکتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

ماہِ رمضان میں شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں

﴿قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا کان اول لیلة من شهر رمضان صُفّدت الشیاطین ومردة الجن وغُلقت ابواب النار فلم یُفتح منها باب وفُتحت ابواب الجنة فلم یُغلق منها باب وینادی مناد یاباغی الخیر اقبل ویاباغی الشر اقصر﴾

[مصنف ابن ابی شیبه:۲/۴۱۹، المستدرک:۱/۲۷۲، شعب الایمان:۳/۲۰۱، سنن ترمذی: سنن ابن ماجه مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم، الفصل الثانی:۱۷۳]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، پس رمضان میں جہنم کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پھر رمضان میں کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے نیکی چاہنے والے! آگے بڑھ، اے برائی چاہنے والے! رُک جا۔"

﴿عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین﴾

[صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان رقم:۱۸۹۹، ۱/۲۵۵، صحیح مسلم:۲۴۹۵، سنن نسائی:۲۰۹۷، شعب الایمان:۳/۲۰۱، مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم، الفصل الاول:۱۷۳]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔"

ماہِ رمضان میں نیکیاں سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہیں

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا اندازہ لگائیں کہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے نیکیوں کا ثواب کئی گنا بڑھا دیتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے:

﴿عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ کل عمل ابن آدم یُضاعف

الحسنة بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف ،قال اللّٰہ تعالیٰ : الا الصومَ فانه لی وانا اَجزی به یدَع شهوته وطعامه من اجلی ،للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ﴾

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابنِ آدم کا ہر عمل کئی گنا کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک عمل بڑھا دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مگر روزہ میرے لئے ہیں اور میں ہی اِس کا بدلہ دوں گا کیونکہ روزہ دار نے میرے لئے کھانا پیا اور خواہشات کو چھوڑا ہے، روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی اِفطار کے وقت اور ایک خوشی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت ہوگی۔

[صحیح بخاری: کتاب الصوم ،باب هل یقال انی صائم ۱/ ۲۵۵، صحیح مسلم: ۲۷۰۶، شعب الایمان :۲۹۳/۳ ،مشکوۃ المصابیح: کتاب الصوم :الفصل الاول: ۱۷۳]

حضور ﷺ کی اُمت کی پانچ خصوصیات

﴿ عن جابر بن عبد اللّٰه رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللّٰه ﷺ اعطیت امتی فی شهر رمضان خمسا لم یعطهن نبی قبلی اما واحدة فانه اذا کان اول لیلة من شهر رمضان نظر اللّٰه تعالیٰ الیهم ومن نظر اللّٰه تعالی الیه لم یعذبه ابدا واما الثانیة فان خلوف افواههم حین یمسون اطیب عنداللّٰه من ریح المسک واما الثالثة فان الملائکة تستغفر لهم فی کل یوم ولیلة واما الرابعة فان اللّٰه تعالی یامر جنته فیقول لها : استعدی وتزینی لعبادی اوشکوا ان یستریحوا من تعب الدنیا الی داری وکرامتی واما الخامسة فانه اذا کان آخر لیلة غفر لهم جمیعا ﴾ [شعب الایمان للبیهقی: ۳۰۳/۳]

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کو ماہِ رمضان میں پانچ خصوصیات عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں عطا کی گئیں، پہلی خصوصیت یہ ہے کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اِن کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت فرماتا ہے پھر اُسے کبھی بھی عذاب نہیں دیتا، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جب روزہ دار شام کے وقت اِفطار کرتے ہیں تو اِن کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے اور تیسری خصوصیت یہ ہے کہ ہر دن اور رات میں فرشتے اُن کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں، چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جنت کو حکم دیتا ہے کہ تو تیار ہو جا اور میرے بندوں کیلئے آراستہ ہو جا، عنقریب وہ دنیا کی تھکاوٹوں سے آرام حاصل کرنے کیلئے میرے گھر آئیں گے اور پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جب رمضان کی آخری رات ہوتی

ہےتو تمام روزہ داروں کوبخش دیا جاتا ہے۔“

آمدِ رمضان میں سارا سال جنت کی تزیین وآرائش

﴿ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال ان الجنة تزخرف لرمضان من راس الحول الی حول قابل ،قال فاذا کان اول یوم من رمضان هبت ریح تحت العرش من ورق الجنة علی الحور العین فیقلن یا رب !اجعل لنا من عبادک ازواجا تَقِرّ بهم اعیننا وتقر اعینهم بنا ﴾ [شعب الایمان: ۳۱۲/۳،مشکوة :الفصل الثالث ۱۷۴]

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عید الفطر کا چاند نظر آتے ہی اگلے رمضان کیلئے جنت کی آرائش شروع ہو جاتی ہے اور سال بھر فرشتے اِسے سجاتے رہتے ہیں، پس جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہےتو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے آنکھوں والی حوروں پر ہوا چلتی ہے، پس وہ حوریں کہتی ہیں کہ اے رب !تو ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔“

حضرات گرامی!

جنت خود بھی سجی سجائی، پھر اور بھی سجائی جاتی ہے، پھر سجانے والے فرشتے ہوں تو کیسی سجاوٹ ہوگی اس کی سجاوٹ ہمارے وہم وگمان سے باہر ہے۔

ایک روزے سے سارے گناہ معاف

اِس ماہ کے روزے ہم پر فرض کیے گئے ہیں اور اس میں ہمارے لئے بے شمار اجر وثواب بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے۔

﴿ من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ﴾

[شعب الایمان: ۳۰۶/۳،صحیح بخاری: کتاب الصوم،باب من صام رمضان ۲۵۵/۱،صحیح مسلم مشکوة المصابیح: کتاب الصوم،الفصل الاول:۱۷۳]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کا روزہ رکھا ایمان اور ثواب کی نیت سےتو اُس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

ماہِ رمضان کے چار ضروری کام

اِمام غزالی فرماتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں چار کام ضرور کرو۔

[۱]. لاالہ الا اللہ کثرت سے پڑھا کرو۔ [۲]. اِستغفار کیا کرو۔ اِن دو کاموں سے رب راضی ہو جاتا ہے۔ [۳]. اپنے رب سے جنت مانگو۔ [۴]. اپنے رب سے جہنم سے پناہ مانگو۔ اِن دو کاموں کے بغیر انسان کا کوئی چارہ کار نہیں۔

ماہِ رمضان کا اَدب لازم

﴿عن ابی سعید الخدری ﷺقال قال رسول اللہ ﷺمن صام رمضان وعرف حدوده وتحفظ ماينبغي ان يتحفظ منه كفر ما قبله﴾ [شعب الایمان:۳/۳۱۰]

''حضرت ابو سعید خدری ﷺروایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺنے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کا روزہ رکھا اور اِس کی حدود کو پہچانا اور جن چیزوں سے بچنا ضروری تھا، اُن سے بچا تو اُس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

ماہِ رمضان کی آمد پر عبادت کیلئے خصوصی اِہتمام

﴿عن عائشة رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا انها قالت كان رسول الله ﷺاذا دخل شهر رمضان شد مئزره ،ثم لم يات فراشه حتى ينسلخ﴾ [شعب الایمان:۳/۳۱۱]

''حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺکا معمول تھا کہ جب بھی ماہِ رمضان شروع ہوتا تو آپ اپنے تہبند کو باندھ لیتے (یعنی خصوصی طور پر تیار ہوتے) پھر آپ پورا ماہ بستر پر آرام فرما نہ ہوتے یہاں تک کہ ماہِ رمضان گزر جاتا۔''

ماہِ رمضان میں بخشش کے پروانے جاری ہوتے ہیں

﴿عن عبد الله بن عباس ﷺ: عن النبي ﷺان في رمضان ينادي مناد بعدثلث الليل الاول او ثلث الليل الاخر ،الا سائل يسئال فيعطى ،الا مستغفر يستغفر فيغفر له ،الا تائب يتوب فيتوب الله عليه﴾ [شعب الایمان:۳/۳۱۱]

''حضرت عبداللہ بن عباس ﷺفرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺنے فرمایا کہ بے شک ماہِ رمضان میں پہلی رات کے ایک تہائی حصہ یا دو تہائی حصہ گزر جانے کے بعد ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کیا کوئی مانگنے

والا ہے جسے عطا کیا جائے، کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے جسے بخش دیا جائے، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالے۔"

ماہِ رمضان میں سخاوت میں اِضافہ

﴿عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل شھر رمضان اطلق کل اسیر واعطی کل سائل﴾ [مشکوۃ: کتاب الصوم: الفصل الثالث: ۱۷٤، شعب الایمان: ۳/۳۱۱]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی ماہِ رمضان داخل ہوتا تو ہر قسم کے قیدی کے آزاد فرمادیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔"

حضرات گرامی!

ماہِ رمضان کی جلوہ گری کیا ہوتی ہے، ہم غریبوں کے تو وارے ہی نیارے ہو جاتے ہیں، اللہ کے فضل و کرم سے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور مغفرت کے پروانے تقسیم کئے جاتے ہیں۔

لیکن اس سے ہمیں اس وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ اب تو سارا سال نمازوں کی چھٹی ہوگی، صرف رمضان میں نماز روزہ کی پابندی کریں گے اور سیدھے جنت میں چلے جائیں گے، ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، وہ بے نیاز ہے، کسی کو چاہے تو بظاہر کسی چھوٹے نیک عمل پر ہی بخش دے اور چاہے تو چھوٹے سے گناہ پر پکڑ لے، اسلئے یہ رمضان تو سارے سال کی ٹریننگ ہے۔
لہٰذا ہم نے اِس ماہ میں پورے سال کی تربیت کرنی ہے، ہر طرح کے اچھے اعمال کرنے ہیں اور ہر طرح کے برے اعمال سے بچنے کی کوشش کرنی ہے۔

کاش! سارا سال ہی رمضان ہو

اِس ماہ کی اِس قدر رحمتیں اور برکتیں ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا۔

﴿لو یعلم العباد مارمضان لتمنّت امّتی ان یکون السنة کلھا﴾

[صحیح ابن خزیمہ، شعب الایمان للبیہقی: ۳/۳۱۳]

"اگر بندے جانتے کہ رمضان شریف میں کس قدر برکتیں ہیں تو میری اُمت خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان رہتا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دورمضان

۞ سحری وافطاری کی فضیلت ۞

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین! اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ﴿کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر، ثم اتموا الصیام الی اللیل﴾ [البقرۃ:۱۸۷]

بلغ العلی بکمالہ، کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ والہ

حمد وصلوٰۃ کے بعد محترم قارئین!

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۷ تلاوت کی گئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے واضح ہو جائے فجر کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے، پھر تم روزے کو رات تک پورا کرو۔“

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول کے بارے تفسیر خازن اور تفسیر درمنشور میں امام وکیع اور عبد بن حمید نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ لوگ جب روزہ رکھتے تھے، پھر اُن میں سے کوئی ایک شام کو افطاری کرنے سے پہلے سو جاتا تھا تو اُسے دوسرے دن کی شام تک بھوکا پیاسا رہنا پڑتا تھا اور جب کوئی مجامعت کرنے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر آئندہ رات تک اُسے مجامعت کی اجازت نہ ہوتی تھی، ایک انصاری شخص جس کا نام صرمہ بن مالک تھا، وہ روزے کی حالت میں اپنے اہل کے پاس آیا اور شام کا کھانا طلب کیا گھر والوں نے کہا کہ ہم آپ کے لئے تازہ اور گرم کھانا تیار کرتے ہیں جس کے ساتھ آپ روزہ افطار کریں انصاری نے (کھانے کے انتظار میں) سر رکھا اور سو گئے، گھر والے کھانا لائے تو وہ سو چکے تھے، گھر والوں نے کہا کھاؤ، اُنہوں نے کہا میں تو سو گیا تھا، اُنہوں نے کھانا نہ کھایا اور بھوک کی وجہ سے ساری رات تلملاتے ہوئے گزار دی، جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے صرمہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق ”کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض .... کا ارشاد نازل فرمایا۔ اس آیت کریمہ میں سحری کی اجازت عنایت فرمائی گئی۔

[تفسیر در منثور: 516/1اردو ، تفسیر خازن: 126/1]

محترم قارئین!

روزے میں سحری کو بلاشبہ اہم مقام حاصل ہے، روحانی فیوض وبرکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی تقویت کا باعث بنتی ہے، رسول اکرم ﷺ نے امت کو تلقین فرمائی کہ سحری ضرور کرو خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، آپ کا یہ معمول تھا کہ سحری آخری وقت میں ہی تناول فرماتے تھے، گویا سحری کا آخری لمحات میں کھانا سنت مبارکہ ہے جس میں بے شمار حکمتیں اور برکتیں پوشیدہ ہیں۔

اللہ عزوجل کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اُس نے ہمیں روزہ جیسی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی اور ساتھ ہی قوت کے لئے سحری کی نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ اِس میں ہمارے لئے ڈھیروں ثواب بھی رکھ دیا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

﴿ قال رسول اللہ ﷺ استعینوا بطعام السحر علی صیام النہر ﴾

[سنن ابن ماجہ: 1633، المستدرک کتاب الصوم: 588/1]

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دن کو روزہ رکھنے کے لئے سحری کے کھانے سے مدد حاصل کرو۔''

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ خود ہمارے آقا ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ روزہ رکھنے کے لئے سحری کیا کرو۔

محترم قارئین! سحری میں کس قدر برکات ہیں، اِس بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں.

[1]: ﴿ قال النبی: تسحروا فان فی السحور برکۃً ﴾

''حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سحری کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

[صحیح بخاری: کتاب الصوم،باب برکۃ السحور: 1922، 1/257 ، سنن نسائی:باب الحث علی السحور: 2146، صحیح مسلم:باب فضل السحور: 2549، مصنف ابن ابی شیبۃ،باب فی السحور: 426/2، مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم،الفصل الاول: 175]

﴿ قال رسول اللہ ﷺ علیکم بغداء السحور فانہ ھو الغداء المبارک ﴾

''حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم پر صبح کو سحری کرنا لازم ہے کیونکہ یہ مبارک کھانا ہے۔''

[سنن نسائی: باب تسمیۃ سحر غداء: 2165، سنن ابی داؤد: کتاب الصوم،باب من سمی السحور غداء: 723/1، مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم،الفصل الثالث: 176، صحیح بخاری: 1923]

﴿ قال رسول اللہ ﷺ السحور اکل برکۃ فلا تدعوہ ولو ان یجرع احدکم جرعۃ من ماءٍ فان اللہ و ملائکتہ یصلون علی المستحرین ﴾

[کنز العمال: 523/8، صحیح ابن حبان: 194/5]

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سحری برکت والا کھانا ہے، پس تم اس کو مت چھوڑو اگرچہ تم ایک گھونٹ پانی کا پی لو، پس بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔''

مسئلہ: سحری روزہ کیلئے شرط نہیں البتہ جان بوجھ کر سحری نہ کرنا حضور کی عظیم سنت سے محرومی ہے۔

مسئلہ: یاد رکھئے کہ اذان نمازِ فجر کے لئے ہے نہ کہ سحری بند ہونے کے لئے۔

سحری میں تاخیر افضل ہے

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ''تین چیزیں اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ (۱): افطاری میں جلدی۔ (۲): سحری میں تاخیر۔ (۳): قیام میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔

[الترغیب والترھیب: 91/2]

کھجور کا استعمال سحری میں سنت مبارک ہے

رسول اکرم نے فرمایا۔ [نعم السحور التمر] ''بہترین سحری کھجور ہے۔'' [الترغیب والترھیب: 90/2]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔ [نعم سحور المومن التمر] ''مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔''

[سنن ابو داؤد 443/2: 2345، مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم، الفصل الثالث ۱۷۶]

محترم قارئین!

سحری میں تاخیر جبکہ افطاری میں جلدی کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿ قال النبی ﷺ لا یزال الدین ظاھراً ما عجل الناس الفطر لان الیھود الانصاری یوخرون ﴾

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے تھے۔''

[صحیح بخاری: باب تعجیل الافطار: 1957، 1، 263، المستدرک: 596/1، مصنف ابن ابی

سنن ابن ماجہ، 429/2، کنز العمال: 508/8، مشکوۃ کتاب الصوم، الفصل الثالث: 175، ابوداؤد کتاب الصیام 328/1، ابن ماجہ]

[قال النبی ﷺ قال اللہ تعالیٰ :احب عبادی الی اعجلھم فطراً]

[سنن ترمذی، مشکوۃ کتاب الصوم: الفصل الثانی: 175]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بندوں میں سے وہ سب سے زیادہ پسند ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔''

سب سے افضل افطاری

آقا کریم ﷺ کے نزدیک افطاری میں سب سے افضل کھجور، پھر چھوہارا، پھر پانی جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تر نہ ہوتی تو خشک کھجوروں یعنی چھوہاروں سے اور یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی سے۔''

[سنن ابوداؤد: کتاب الصیام باب مایفطر علیہ: 2356:328/1، مشکوۃ المصابیح: کتاب الصوم الفصل الثانی: 175]

﴿قال رسول اللہ ﷺ اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانہ برکۃ فان لم یجد فلیفطر علی الماء فانہ طھور﴾

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کھجور پائے تو اس کے ساتھ افطار کرے اور جو کھجور نہ پائے تو وہ پانی سے افطار کرے کیونکہ یہ بھی پاک ہے۔''

[ابو داؤد: کتاب الصیام، باب مایفطر علیہ: 328/1، ابن ماجہ، مشکوۃ کتاب الصوم، الفصل الثانی: 175، المستدرک 596/1، سنن احمد، ترمذی]

روزہ افطار کروانے کی فضیلت

روزہ خود افطار کرنا تو سنت ہے ہی مگر دوسروں کو افطار کروانا نہ صرف سنت بلکہ ڈھیروں ثواب کا باعث ہے جیسا کہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿قال رسول اللہ ﷺ من فطر صائما او جھز غازیا فلہ مثل اجرہ﴾

[سنن بیہقی، مشکوۃ: 175]

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا یا غازی کیلئے سامانِ جہاد تیار کیا تو اُسے بھی اس کی مثل اجر ملے گا۔''

﴿قال رسول اللهﷺ من فطر صائما فی شهر رمضان من کسب حلال صلت علیه الملائکة لیالی رمضان کلها و صافحه جبرائیل لیلة القدر و من صافحه جبرائیل یرق قلبه و تکثر د موعه﴾ [طبرانی: 360/6]، [کنز العمال: 452/7]، [جامع الا حادیث: 243]

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان میں رزقِ حلال سے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو اس پر رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور لیلۃ القدر کو حضرت جبرائیل امین مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبرائیل امین مصافحہ کرلیں اُس کا دل نرم ہوجاتا ہے اور اُس کے آنسو کثرت سے جاری ہوتے ہیں۔“

﴿عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال رسول اللهﷺ من فطر فیه صائما کان له مغفرة لذنوبه و عتق رقبة من النار و کان له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجره شیء. قلنا یارسول الله! لیس کلنا نجد ما نفطر به الصائم فقال رسول الله : یعطی الله هذا الثواب من فطر صائما علی مذقة لبن او تمرة اوشربة من ماء ومن اشبع صائما سقاه الله من حوضی شربة لا یظما حتیٰ یدخل الجنة﴾

[الترغیب والترھیب 54/2]، [کنز العمال 477/8]، [شعب الایمان 305/3]، [مشکوۃ کتاب الصوم 173]

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو اس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروائے تو اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اُسے جہنم سے آزاد کردیا جائے گا اور اُسے روزہ دار کی مثل ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ کیا جائے گا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم میں سے ہر ایک روزہ دار کو روزہ افطار کروانے کی مالی حیثیت نہیں رکھتا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اُس شخص کو عطا فرمائے گا جو ایک گھونٹ دودھ، ایک چلو پانی یا ایک کھجور کے ساتھ افطار کروائے اور جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا جام پلائے گا کہ وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔“

محترم قارئین!

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ مومن کو روزہ افطار کروانے کی بے شمار فضیلتیں اور برکتیں ہیں جن سے ہمیں محروم نہیں رہنا چاہیے، ہر ممکن کوشش کریں کہ ماہ رمضان میں اپنی استطاعت کے مطابق اپنے مومن بھائیوں کے لئے افطار کا اہتمام کریں کیونکہ اس سے آپس میں محبت بڑھے گی اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی ہم سے راضی ہوگا اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں بھی ہمیں نصیب ہوں گی۔

تین رمضان

۞ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا ۞

حمداً لک یا ذاالجلال والاکرام وصلوۃً وسلاماً علی سیدالانام وعلی الک واصحابک الکرام: اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم. ﴿قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی﴾ [الشوری:۲۳،پارہ ۲۵]

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم الامین.

حمد وصلوۃ کے بعد محترم قارئین!

آج تین رمضان المبارک ہے، اسلئے آج ہم سیدہ کائنات، جگر گوشہ رسول، سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب کا تذکرہ قرآن وسنت کی روشنی میں کریں گے۔

قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی، اس میں رب کائنات، مالک شش جہات نے ارشاد فرمایا کہ ''اے حبیب! آپ فرمادیجئے کہ میں اس (خدمت دین) کے بدلے تم سے کوئی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا، ہاں ایک چیز کا سوال تم سے ضرور کر رہا ہوں کہ تم میرے قریبی لوگوں سے محبت کرنا۔''

اب سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ کے قریبی لوگ کون ہیں؟ جن سے محبت کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے؟ تو اس جواب کے سلسلے میں ایک حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں جس کو امام طبرانی نے معجم الکبیر 47/3 میں اور امام ہیثمی نے مجمع الزوائد 171/9 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: آپ فرماتے ہیں.

﴿لما نزلت ھذہ الایۃ: قل لا اسئلکم.........قالوا یا رسول اللہ! من قرابتک ھولاء الذین وجبت علینا مودتھم قال: علی و فاطمہ و ابناھما﴾ ''جب یہ آیت کریمہ (قل لا اسئلکم) نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے وہ قریبی لوگ کون ہیں جن کی محبت ہم پر لازم ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔''

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا کا تعلق اہل بیت کے گھرانے سے ہے، آپ رسول اکرم کی لاڈلی بیٹی ہیں، شیر خدا کی زوجہ ہیں اور جنتی جوانوں کے سردار

حضرت سیدنا امام حسن وحسین کی والدہ محترمہ ہیں۔

احادیث مبارکہ میں آپ کے بیشمار فضائل ومناقب بیان کئے گئے ہیں لہذا حصول برکت کے لیے چندا حادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں.

سیدہ کائنات جان مصطفےٰ ہیں

﴿ ان رسول اللہ ﷺ قال: فاطمة بضعة منی فمن اغضبھا اغضبنی ﴾

''حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، پس جس نے اُسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔''

[صحیح بخاری: کتاب المناقب 3510] ، [صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ 1903]، [مصنف ابن شیبۃ معجم الکبیر: 1012]

بارگاہ مصطفوی میں سیدہ فاطمہ کا مقام ومرتبہ

﴿قالت عائشة رضی اللہ عنہا: دعا النبی ﷺ فاطمة ابنته فی شکواہ الذی قبض فیھا، فسارھا بشیء فبکت، ثم دعاھا فسارھا فضحکت، قالت: فسالتھا عن ذلک فقالت، سارنی النبی فاخبرنی انه یقبض فی وجعه الذی توفی فیه فبکیت ،ثم سارنی فاخبرنی انی اول اھل بیته اتبعه فضحکت﴾

[صحیح بخاری کتاب المناقب 3511] ، [صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ 2450]، [سنن نسائی :فضائل الصحابۃ 296]

''محبوبۂ کائنات حضرت سیدہ عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے مرضِ وصال میں بلایا اور اُن کے کان میں کچھ سرگوشی فرمائی جس سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں، پھر حضور ﷺ نے آپ کو دوبارہ بلایا اور کان میں سرگوشی فرمائی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرانے لگیں،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس بارے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی اور مجھے بتایا کہ اُن کا اِسی مرض میں وصال ہوجائے گا پس میں رونے لگ پڑی، پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی تو مجھے بتایا کہ بے شک میں سب سے پہلے حضور ﷺ سے ملوں گی تو میں مسکرائی تھی۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آقا کریم ﷺ کی سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا سے کس قدر قربت و

محبت تھی اور آپ ان سے راز کی باتیں بھی فرمایا کرتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ کی محبوبہ بیٹی

﴿قال کان احب النساء الی رسول اللّٰہ ﷺ فاطمۃ رضی اللہ عنہا و من الرجال علی رضی اللہ عنہ﴾

[سنن ترمذی کتاب المناقب: 3768] ، [المستدرک: 4735,128/3] ، [معجم الاوسط ، 762, 199/7]

”حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے نزدیک عورتوں میں سے سب سے محبوب سیدہ فاطمہ تھیں اور مردوں میں سے حضرت علی تھے۔“

جنتی عورتوں کی سردار

﴿قالت رضی اللہ عنہا قال رسول اللّٰہ ﷺ یا فاطمۃ، الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء المومنین او سیدۃ نساء ھذہ الامۃ﴾

[المستدرک: 7715,303/4] ، [الادب المفرد 947] ، [معجم الاوسط: 4089, 242/4]

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو اِس بات پر راضی نہیں کہ تو مومن عورتوں یا اِس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو؟

﴿عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ ان یسلم علی و یبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ﴾

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ فرشتہ اِس سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا، اِس نے اپنے رب سے اِجازت طلب کی کہ وہ مجھ پر سلام پیش کرے اور مجھے یہ خوشخبری دے کہ بے شک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔“

سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں مقام

﴿قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول وھو علی المنبر ان بنی ھشام بن المغیرہ استاذنونی فی ان ینکحوا ابنتھم علی ابن ابی طالب فلا اذن ثم لا اذن الان یرید علی بن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتھم فانما ھی بضعۃ منی یریبنی ما

ارا بها و یوذینی ما اذاھا﴾

[صحیح بخاری 787/2] ، [الصواعق المحرقۃ 190] ، [ابن ماجۃ کتاب النکاح 1997]

''حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو منبر شریف پر جلوہ فرما ہو کر فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اِجازت مانگتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹیوں کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کریں، پس میں اِس کی اجازت نہیں دیتا، میں اِس کی اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میری بیٹی کو طلاق دے دے اور پھر اُن کی بیٹی سے نکاح کرلے، پس بے شک وہ میرے دل کا ٹکڑا ہے، جس نے اُسے پریشان کیا اُس نے مجھے پریشان کیا اور جس نے اُسے تکلیف پہنچائی اُس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔''

﴿ عن البنی ﷺ کان اذا سافر کان آخر الناس عھدا بہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا و اذا قدم من سفر کان اول الناس بہ عھداً فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقال لھا رسول اللّٰہ ﷺ فداک ابی و امی﴾

[المستدرک 169/3] ، [ابن حبان فی الصحیح 696,410/2] ، [ابن عساکر فی التاریخ دمشق 141/43]

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب سفر کرتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملتے، پس رسول پاک ﷺ نے اِن کے بارے فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔''

کون فاطمۃ الظھراء رضی اللہ عنہا؟

☆ جن کے والد ماجد تمام جہانوں کے سردار، اللہ کی عطا سے مالک و مختار، حبیب پروردگار، شافع روزِ شمار ﷺ ☆ جن کی والدہ ماجدہ سارے جہان کی عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ ☆ جن کے شوہر امیر المومنین شیرِ خدا، حیدرِ کرار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ☆ جن کے بیٹے آقا کریم ﷺ کے در کے مہکتے ہوئے پھول، جنتی جوانوں کے سردار، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ ☆ جن کے چچا سید الشھداء، شیرِ خدا، سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ولادت: آپ کی ولادت وادی ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کی مبارک فضاؤں میں ہوئی، یہ وہ

وقت تھا جب قریش کعبۃ اللہ کی جدید تعمیر میں مصروف تھے، نیز یہ اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے کا زمانہ تھا۔
جب آقا کریم ﷺ پر مبارک وحی کا نزول ہوا تو سب سے پہلے سب سے پہلے ایمان لانے والیوں میں پاکیزہ فطرت آپ کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی صاحبزادیاں ہیں۔

سیدہ کے نام کی شان

علامہ ابن الحجر فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نام ''فاطمہ'' اس لئے رکھا کہ حق تعالیٰ نے ان کے اور ان کے محبین کے آتش دوزخ سے محفوظ رکھا ہے۔'' جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

﴿ قال رسول اللّٰہ ﷺ انما سمیت ابنتی فاطمۃ رضی اللہ عنہا لان اللّٰہ تعالٰی فطمھا و فطم محبیھا عن النار﴾ [الصواعق المحرقہ]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا اسلئے رکھا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس سے محبت کرنے والوں کو جہنم سے آزاد کر دے۔''

معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام مبارک کی تعظیم تکریم و محبت ایمان والوں کو جنت کی بشارت اور نجات دوزخ کی ضمانت ہے، سیدہ کے القابات میں طاہرہ، زاکیہ بھی ہیں جس کا معنی ہے کہ آپ کو ظاہر و باطن کے لحاظ سے ہر قسم کی پاکیزگی حاصل ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

﴿ ان فاطمۃ رضی اللہ عنہا احصنت فرجھا فحرم اللّٰہ ذریتھا علی النار﴾

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عزت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد پر جہنم حرام کر دی۔''

[المستدرک: 165/3]، [الصواعق المحرقہ: 188]، [ابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء 188/4]

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے سے اللہ راضی

﴿ قال رسول اللّٰہ ﷺ لفاطمۃ رضی اللہ عنہا: ان اللّٰہ یغضب لغضبک و یرضٰی لرضاک﴾

ھذا حدیث صحیح السناد۔ [المستدرک: 167/3]، [طبرانی فی المعجم الکبیر: 182]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تیری ناراض ہونے کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے اور تیرے راضی ہونے کی وجہ سے راضی ہوتا ہے۔''

حکیم اُمت، شاعر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہراء عزیز
مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں قافلہ سالار عشق
نور چشم رحمۃ اللعالمین
آں امام اولین آخرین
بانوے آں تاجدار ھل اتی
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول

سخاوت سیدہ رضی اللہ عنہا

ایک دفعہ شہزادی رسول کے دونوں صاحبزادے سیدنا حسن اور سیدنا حسین بیمار ہو گئے، آقا کریم ﷺ نے ان کی صحت یابی کیلئے روزہ کی منت ماننے کا ارشاد فرمایا، چنانچہ جب شیر خدا اور شہزادی رسول نے منت مان لی تو اللہ تعالیٰ نے جلد ہی صاحبزدگان کو صحت عطا فرمادی، جب نذر کو پورا کرنے کا وقت آیا تو سب نے روزے رکھ لئے، حضرت علی المرتضیٰ نے ایک یہودی سے تین صاع جو لائے حضرت خاتون جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا تو ایک مسکین نے دروازے پر دستک دی اور کہا کہ میں بھوکا ہوں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا اس کو دے دیا، اس طرح دوسرے روز ایک یتیم آیا وہ کھانا اس کو دے دیا جبکہ تیسرے روز ایک قیدی آیا اور آپ نے وہ کھانا اسے دے دیا اور خود تینوں دن صرف پانی وغیرہ پی کر روزہ افطار کر لیا۔

اللہ تعالیٰ کو اہل بیت کا یہ عمل اس قدر پسند آیا کہ ان کی عظمت و رفعت کے بارے قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: ﴿ ویطمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا ﴾

"اور یہ لوگ کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو۔"

اور وہ اُن سے کہتے ہیں: ﴿ انما نطعکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزا ولا شکورا ﴾

[الدھر: 8,7 پارہ 29] [تفسیر کبیر]، [تفسیر مدارک]، [تفسیر خزائن العرفان]

"بے شک ہم تمہیں کھانا صرف اللہ کی رضا کیلئے کھلاتے ہیں، ہم تم سے کوئی بدلہ اور شکریہ نہیں چاہتے۔"

چار رمضان

❁ روزہ اور صلوۃ ❁

الحمد للہ محدث الاکوان والاعیان ومبدع الارکان والازمان ومنشئ الالباب والابدان والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد ﷺ الذی کان علیا فی درجاته حسنا فی صفاته، شهيدا فی تجلياته، باقرا فی علوم الاولین والاخرین بمعلوماته، صادقا فی اقواله، کاظما فی جمیع احواله، هاديا الی سبيل النجاة وعلی اله واصحابه وازواجه واهل بيته اجمعين.

امابعد! ﴿حافظوا علی الصلوت والصلوة والوسطی وقوموللہ قانتين﴾ [البقرۃ ۲۳۸]

اے مسلمانو! فرض ہے ہر طرح سے تم پہ نماز
واجب سرخرو مسجد میں ہو پڑھ کر نماز
جان کو دل کو ہمیشہ رکھتی ہے خوشتر نماز
جامہ کو رکھتی ہے پاک اور جسم کو اطہر نماز
سب فرشتوں کو بھی پیارا ہے نمازی آدمی
زینت اسلام اہلِ دین کا ہے زیور نماز
ہے بہت تاکید قرآن میں نہیں ہوتی معاف
شادی ہو یا غم کسی حالت میں مومن پر نماز
ہیں وہی مقبول درگاہ خدائے دوجہاں
جو ادا کرتا ہے ذوق و شوق سے اکثر نماز

حمد وصلوۃ کے بعد محترم قارئین!

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے اہم ترین رکن ہے، اسلامی نظام العبادات میں اس کی حیثیت واہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں تقریباً 700 مقامات پر اقامتِ صلوۃ کا حکم دیا جن میں 80 مقامات پر صریح حکم وارد ہوا۔

اسلام کے اَرکانِ خمسہ میں شہادتِ توحید و رسالت کے بعد جس فریضے کی بجا آوری کا حکم قرآن وسنت میں نصِ قطعی تاکید کے ساتھ آیا ہے، وہ نماز ہی ہے، حدیث مبارک ہے: **الصلوۃ عماد الدین**، نماز دین کا ستون ہے، **الصلوۃ معراج المومن**، نماز مؤمن کی معراج ہے، نماز سے رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے، نماز اللہ کی خوشنودی کا سبب ہے، نماز سے گناہ معاف ہوتے ہیں، نماز بیماریوں سے بچاتی ہے، نماز دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے، نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے، نماز اندھیری قبر کا چراغ ہے، نماز عذابِ قبر سے بچاتی ہے، نماز جنت کی کنجی ہے، نماز پلِ صراط کیلئے آسانی ہے، نماز جہنم کے عذاب سے بچاتی ہے، نماز میٹھے میٹھے آقا ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نمازی کو سرکارِ مدینہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی اور نمازی کیلئے سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ بروزِ قیامت اُسے دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ نماز کیا ہے؟ نماز اللہ کی رضا ...... انبیاءِ کرام کی سنت ...... فرشتوں کی محبوب ...... معرفت کا نور ...... ایمان کی بنیاد ...... دُعاؤں کی قبولیت ...... رزق میں برکت ...... بدن کیلئے راحت ...... دشمنوں کے خلاف ہتھیار ...... شیطان کی ناپسندیدہ چیز ...... نمازی کیلئے سفارش ...... قبر میں روشنی کا چراغ ...... منکر نکیر کا جواب اور تا قیامت قبر کا ساتھی ہے۔

اور میدانِ محشر میں ......

نماز سائبان ...... سروں کا تاج ...... بدن کا لباس ...... رہنمائی کرنے والا نور ...... جہنم کے درمیان آڑ ...... اللہ کے حضور اہلِ ایمان کیلئے حجت ...... میزانِ عمل کا وزنی عمل ...... پلِ صراط پر معاون اور جنت کی کنجی ہے۔ [تنبیہ الغافلین: باب الصلوۃ الخمس: ۲۳۱]

نماز ہی وہ عبادت ہے جس کا بروزِ قیامت سب سے پہلے حساب لیا جائے گیا جیسا کہ حدیث مبارک ہے:

﴿ اول مایحاسب به العبد یوم القیمة الصلوۃ فان صلحت صلح سائر عمله وان فسدت فسد سائر عمله ﴾

"سب سے پہلے بروزِ قیامت بندے سے جس چیز کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے، پس جس کی یہ درست ہوئی اُس کے باقی اَعمال بھی درست ہوں گے اور جس کی یہ خراب ہوئی اُس کے دوسرے اَعمال بھی خراب ہوں گے۔" [طبرانی، طوسی، ابوداؤد، سنن نسائی: ۴۶۱ھ]

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

حضرات گرامی!

اُرکانِ اِسلام میں سے یہ خصوصیت اور اِمتیاز صرف نماز کو ہی حاصل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب ختم المرسلین تک تمام اَنبیاءِ کرام کے اَدوار میں ہر اُمت اور ہر ملت پر یہ یکساں طور پر فرض رہی ہے۔

حضرت ابراہیم بارگاہِ ایزدی میں عرض گذار ہیں۔

﴿رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعا﴾ [ابراھیم: ۴۰]

''اے میرے رب! تُو مجھے اور میرے اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ اے ہمارے رب! تُو ہماری دُعا قبول فرما۔''

قرآنِ حکیم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم کی مخاصمت کا ذکر ان اَلفاظ میں کیا ہے۔

﴿قالوا یشعیب اصلوتک تامرک ان نترک مایعبد اباء نا﴾ [ھود: ۸۷]

''وہ بولے اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے آبا ؤاجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں۔''

حضرت لقمان کی بیٹے کیلئے نصیحت کو قرآن مجید نے اِن پیرائے میں ذکر فرمایا ہے۔

﴿یابنی اقم الصلوۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر﴾ [لقمان: ۱۷]

''اے بیٹے! نماز قائم کر اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روک۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز کا حکم بایں اَلفاظ قرآن کریم نے نقل فرمایا۔

﴿اقم الصلوۃ لذکری﴾ [طٰہٰ: ۱۴] ''تو میرے ذکر کیلئے نماز قائم کر۔''

اِقامتِ صلوۃ سے کیا مراد ہے؟

قرآن حکیم میں جو بار بار ارشاد ہوا کہ نماز قائم کرو، اس اِقامتِ صلوۃ کے حکم میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

[ا]: اِقامتِ صلوۃ کے حکم میں مداومت (ہمیشگی) کا پہلو مضمر (پوشیدہ) ہے جس کا معنی ہے کہ نماز اِس طرح اَدا کی جائے کہ اِس کے ترک کرنے کا تصور بھی باقی نہ رہے۔ قرآنِ حکیم نے اِسے محافظتِ صلوۃ سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿حافظوا علی الصلوت والصلوۃ الوسطی وقوموا للّٰہ قانتین﴾ [البقرہ: ۲۳۸]

''تم نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کیلئے جھک کر کھڑے ہو جاؤ۔''

نماز کی مداومت اور محافظت کا تقاضا یہ ہے کہ نماز پوری زندگی کا مستقل وظیفہ ہے یعنی یہ زندگی کے

نازک ترین حالات میں بھی معاف نہیں ہے.

[۲]: اقامتِ صلوۃ کے حکم کا معنی یہ ہے کہ نماز کو تمام تر ظاہری اور باطنی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے یعنی محض رسماً اور ریاءً نہیں بلکہ جملہ شرائط وآداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطریق اَحسن بجالایا جائے تا کہ اس کی روح اور اس کی حقیقت بندۂ مومن کو حاصل ہو سکے۔

[۳]: نماز قائم کرنے کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ پورے اسلامی معاشرے میں نظامِ صلوۃ برپا کیا جائے اور اس کے ذریعے ہر شعبے کو ایسے ہمہ گیر انقلاب سے آشنا کیا جائے کہ معاشرے کی ہمہ جہت ترقی اصلاحِ اَحوال اور فلاحِ دارین کے امکانات پیدا ہو جائیں۔

حقیقی نماز کی خصوصیت

اقامتِ صلوۃ کے بیان کردہ مفہوم میں یہ نکتہ بھی مضمر ہے کہ حقیقی نماز وہی ہے جو انسانی زندگی میں انقلاب پیدا کردے اور اس کے اَثرات اُس کی سیرت وکردار اور شخصیت پر اس طرح مترتب ہوں کہ زندگی کے کسی بھی گوشے میں برائی اور بے حیائی کا شائبہ تک نہ رہے.

قرآن حکیم نے نماز کی ایک قابلِ ذکر خصوصیت کا ذکر یہ بھی کیا ہے.

﴿ ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر ﴾ [العنکبوت: ٤٥]

''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

حضراتِ گرامی!

آیاتِ قرآنیہ کے علاوہ سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ، اَحمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی نماز کے فضائل ومحامد کو بیان کرتے ہوئے اِسے برائیوں اور صغیرہ گناہوں سے رہائی حاصل کرنے کا انتہائی مؤثر ذریعہ قرار دیا ہے، آپ نے اپنے صحابہ کرام پر نماز کی افادیت واَہمیت انتہائی فصیح وبلیغ مثال کے ذریعے واضح کیا جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے.

﴿عن ابى هريرة قال رسول الله : ارأيتم لوان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا ،ماتقول ذلک يبقى من درنه ، قالوا، لا يبقى من درنه شيئا ،قال فذلک مثل الصلوت الخمس يمحوالله بهن الخطايا ﴾

[صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلوۃ،باب الصلوت الخمس: ۷٦/۱؛صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن دارمی،مشکوۃ المصابیح: کتاب الصلوۃ،الفصل الاول:۵۷]

''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے باہر ایک نہر ہو جس میں تم ہر روز غسل کرو تو کیا تمہارے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ عرض کیا کہ اُس کے جسم پر کوئی میل نہیں رہے گی، فرمایا کہ یہی مثال پانچ نمازوں کی، اللہ تعالیٰ اِن کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔''

محترم قارئین!

نماز کی بدولت نیکیوں کا گناہوں کا کفارہ بن جانا اور باطن کے آئینے کا ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک ہو جانا آقا کریم کے اِس اِرشاد سے اَلم نشرح ہوتا ہے۔

﴿ الصلوت الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لمابینھن اذا اجتنبت الکبائر ﴾

''پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔''

[مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ: بحوالہ صحیح مسلم: ۵۷]

انسان بلا شبہ خطا کا پتلا ہے، نفسانی خواہشات کا زیرِ اثر وہ نہ جانے کہ شب وروز کتنی چھوٹی چھوٹی برائیوں اور صغیرہ گناہوں کا اِرتکاب کرتا رہتا ہے، آقا کریم نے اپنے اُمتیوں کو یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ اگر وہ کبائر سے بچتے رہیں تو دن میں ادا کردہ پنجگانہ نمازیں اُنہیں صغیرہ گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف رکھیں گی، حدیث مبارک میں ہے:

﴿ اذا سجد ابن آدم اعتزل الشیطان وھو یبکی ..... یقول امر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة وامرت بالسجود فعصیت فلی النار ﴾ [کنز العمال]

''جب ابن آدم سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا تو اِس نے سجدہ کی اور اِس کیلئے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں اِنکار کیا اِسلئے میرے لئے آگ ہے۔''

﴿عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: مامن بقعة یذکر اللّٰه فیھا بصلوۃ الا فخرت علی ماحولھا من البقاع واستبشرت لذکر اللّٰه ﴾ [کنز العمال]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمین کے جس حصے پر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا تو وہ حصہ اپنے اردگرد کے حصوں پر فخر کرتا ہے اور اللہ کے ذکر کی بشارت دیتا ہے۔''

محترم قارئین!

غور فرمائیں کہ جس زمین کے ٹکڑے پر نماز پڑھی گئی، وہ ایسا بابرکت اور ذیشان ہو گیا تو جو نمازی

ہے جس کی وجہ سے زمین متبرک ہوئی، وہ کس قدر مبارک اور بزرگ ہو جائے گا۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے نماز پر مداومت کی، اللہ تعالی اُسے پانچ قسم کے اِنعامات سے نوازے گا.

[1]: تنگ دستی دور فرمائے گا. [2]. عذابِ قبر اُٹھائے گا. [3]. نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا فرمائے گا. [4]. پلِ صراط پر بجلی سی تیزی کی طرح گزر جائے گا. [5]. بغیر حساب وکتاب جنت میں جائے گا. [تنبیہ الغافلین: ۲۷۳]

حضرت فقیہ ہی فرماتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار فوائد ہیں اور یہ سب بارہ فوائد میں یکجا ہیں جو اِنسان نماز ادا کرنا چاہتا ہے، اُسے اِن بارہ فوائد کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے تاکہ عمدہ طریقے سے نماز پوری ہو. چھ 6 فوائد نماز شروع کرنے سے پہلے اور چھ 6 فوائد نماز کے اندر ہیں.

نماز کے شروع کرنے سے پہلے کے چھ فوائد.

[۱]. **علم**: اِس کی پھر تین صورتیں ہیں. (۱). سنت وفرض کو پہچانے. (۲). وضو وغیرہ کی سنتیں اور فرائض کو جانے. (۳). شیطان کے مکر سے آگاہ رہے

[۲]. **وضوء**: وضوء کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوگی. (۱). دل کو ملاوٹ سے پاک رکھے. (۲). بدن کو گناہوں سے پاک رکھے. (۳). پانی میں فضول خرچی نہ کرے.

[۳]. **لباس**: اِس کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہوگی. (۱). حلال کمائی سے ہو. (۲). نجاست سے پاک ہو. (۳). سنت کے موافق ہو.

[۴]. **وقت**: اِس کی حفاظت کے بھی تین طریقے ہیں. (۱). نماز کا وقت یاد رکھے. (۲). کان اذان کی طرف متوجہ رہیں. (۳). دل وقتِ نماز کیلئے متفکر رہے.

[۵]. **قبلہ**: اِس کی تکمیل بھی تین طریقوں سے ہے. (۱). منہ قبلہ کی طرف ہو. (۲). دل اللہ کی طرف متوجہ ہو. (۳). دل میں عاجزی پیدا ہو.

[۶]. **نیت**: اِس کی تکمیل بھی تین باتوں سے ہوگی. (۱). تمھیں علم ہو کہ کونسی سی نماز ہے؟ (۲). اِس بات کا یقین ہو کہ بارگاہِ الٰہی میں کھڑا ہے. (۳). یہ یقین ہو کہ رب تعالی دلوں کی باتیں جانتا ہے.

[۷]. **تکبیر**: اِس کی تکمیل تین طرح سے ہوگی. (۱). پختہ اِرادہ کے ساتھ صحیح تکبیر کہے. (۲). ہاتھوں کو کانوں کی لو تک لے جائے. (۳). دل حاضر ہوتا کہ تعظیم کے ساتھ تکبیر کہے.

[۸]. **قیام:** یہ تین اشیاء سے مکمل ہوگا. (۱). نگاہیں سجدہ کی جگہ پر ہوں. (۲). دل اللہ کی طرف متوجہ ہو. (۳). نگاہ دائیں بائیں نہ جائے.

[۹]. **قرأت:** اس کی تکمیل تین طرح سے ہوگی. (۱). سورۂ فاتحہ عمدہ قرأت سے پڑھے. (۲). غور وفکر کے ساتھ قرأت کرے. (۳). قرآن پر عمل بھی کرے.

[۱۰]. **رکوع:** اس کی تکمیل تین طرح سے ہوگی. (۱). پیٹھ کو بچھا کر رکھے. (۲). ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر گھٹنوں پر رکھے. (۳). اطمینان کے ساتھ رکوع کرے اور تعظیم ووقار سے تسبیحات پڑھے.

[۱۱]. **سجدہ:** اس کی تکمیل تین طرح سے ہوگی. (۱). ہاتھوں کو کانوں کے عین نیچے رکھے. (۲). بازو زمین پر نہ پھیلائے. (۳). اطمینان سے سجدہ کرے.

[۱۲]. **جلوس:** اس کی تکمیل تین طرح سے ہوگی. (۱). بائیں پاؤں پر بیٹھے. (۲). تعظیم سے تشہد پڑھے. (۳). نماز ختم کرنے پر سلام کہے.

جب یہ بارہ چیزیں مکمل ہوجائیں تو پھر اخلاص کی دولت سے اِن کا خاتمہ کرے، کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے:﴿لیعبدوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین﴾ ''چاہیے کہ اللہ کی عبادت کریں اُس کے دین کیلئے خلوص کے ساتھ۔'' [البینہ: ۵]

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں .رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نمازی کو تین خصوصیات واعزازات حاصل ہوتے ہیں. (۱). آسمان کی بلندی سے انسان کے سر تک عزتوں کی برسات ہوتی ہے. (۲). اُس سے پاؤں سے لے کر آسمان تک فرشتے اُسے گھیر لیتے ہیں. (۳). ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ اگر نمازی کو پتہ چل جائے کہ یہ کسے پکار رہا ہے تو کبھی بھی نماز چھوڑ کر کوئی اور کام نہ کرے۔ [تنبیہ الغافلین:۲۸۲]

یہ تمام عزتیں ایک نمازی کیلئے ہیں، اِسلئے نمازی کو اپنی نماز کی قدر پہچاننی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی اِس توفیق اور احسان پر شکرگزار رہنا چاہیے۔

مسجد میں خدا خدا کئے جاؤ
مایوس نہ ہو دعا کئے جاؤ
ہرگز نہ قضا کرو نمازیں
مرتے مرتے ادا کئے جاؤ
اُمید شفاء خدا سے رکھو
کیوں ترک کرو ادا کئے جاؤ

حضرات گرامی!

ہمارے اَسلاف نماز کی بہت قدر کیا کرتے تھے، وہ نماز کی ادائیگی کا خاص اِہتمام فرماتے اور تمام کام کاج چھوڑ کر نماز کے اَوقات میں نماز ادا کرتے، اُنہیں اپنے سگے بیٹوں کے فوت ہونے کا اِتنا غم نہ ہوتا جتنا نماز کی ایک تکبیر اُولیٰ فوت ہوجانے کا غم ہوتا۔

ایک مغالطے کا اِزالہ

آج نام نہاد صوفی بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ مغالطہ ڈالتے ہیں کہ نماز تو صرف دل کی ہے یا وہ طریقت کے ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں نماز کی ضرورت ہی نہیں!

مگر جان لیجئے کہ یہ جھوٹ اور فریب ہے اور قرآن وسنت کی صریح خلاف ورزی ہے کیونکہ یہ بات مسلّم ہے کہ شریعت وطریقت میں کوئی مقام ترکِ نماز سے حاصل نہیں ہوسکتا چاہے ایسا کرنے والا شخص ہوا میں اُڑ کر ہی دکھائے۔

اِسلئے کہ شیخ طریقت پیران پیر حضور غوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ سے بڑا طریقت کو جاننے والا کون ہوگا آپ ایک مرتبہ مراقبے کی حالت میں تھے کہ ان کے چاروں اَطراف نور کا ہالہ بن گیا اور اُس میں آواز آئی کہ اے عبدالقادر! تو نے میری اِطاعت کا حق ادا کردیا ہے، اِسلئے میں تجھ سے فریضہ نماز ساقط کرتا ہوں، آپ نے یہ سن کر **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلیّ العظیم** پڑھا، اس کے پڑھتے ہی شیطانی جادو زائل ہوگیا اور شیطان اِنسانی شکل میں آکر یہ کہنے لگا کہ میں نے اِس طرح بڑے بڑے پارسا لوگوں کو گمراہ کیا، اے عبدالقادر! تُو اپنے علم کی وجہ سے بچ گیا، آپ نے پھر لاحول پڑھا اور فرمایا کہ اے ظالم! میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے رب کے فضل کی وجہ سے تیرے حملے سے بچ گیا ہوں۔

حضرات گرامی! دنیائے ولایت میں صحابہ کرام اور اہلبیت پاک کے بعد غوث اعظم سے بڑھ کر کسی کی ولایت نہیں لیکن اگر ولایت کی بلندیوں پر پہنچ کر بھی ان کیلئے نماز کا حکم ساقط نہ ہوا تو پھر ما شما کس شمار میں ہیں، صحابہ کرام، تابعین عظام، صدیقین، شہداء اور اولیاء کرام میں سے کسی نے بھی صرف دل کی نماز نہ پڑھی ان میں سے کسی نے بھی فریضہ نماز کو ترک نہ کیا، اسلئے نماز کی ادائیگی کے بغیر کوئی شخص بھی اللہ کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ساری زندگی پنجگانہ نماز ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچ رمضان :

۞ ترکِ صلوۃ کا حکم ۞

الحمد للّٰہ علی نعمائہ التی لا تحصی والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد ﷺ ن المعطی علم الدین والدنیا وعلی الہ واصحابہ المقتبسین من اللّٰہ ورسولہ علما نافعا ،اما بعد!﴿ ماسلککم فی سقر ۔ قالوا لم نک من المصلین ﴾ [المدثر: ۲۲،پ ۲۸]

حمد وصلوۃ کے بعد محترم قارئین!

نماز وہ امتیازی عمل ہے جو ایک مومن کو کافر سے ممتاز کرتا ہے قرآن وسنت کی تعلیمات بصراحت اِس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ فریضۂ نماز کی بجا آوری دین کی تعمیر اور اِس کا ترک کردینا دین کی بربادی اور انہدام کا موجب ہے،آقا کریم کے اِرشاداتِ عالیہ سے یہ بات ثابت ومتحقق ہے کہ کفر وایمان کے مابین حدِ فاصل صرف نماز ہی ہے۔

اگر کوئی شخص عملِ صلوۃ میں کوتاہی کرتا ہے اور ترکِ صلوۃ کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو گویا وہ اپنے عمل سے اپنے دعوی ایمان کی نفی وتکذیب کرتا ہے، اِس وجہ سے تارکِ صلوۃ کا ایمان بارگاہِ رب العزت میں نامقبول وغیر معتبر ٹھہرتا ہے،رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمانِ عالیشان اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے.

﴿ بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ ﴾

[صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی مشکوۃ المصابیح: کتاب الصلوۃ،الفصل الثانی:۵۸]

"مسلمان مرد اور کفر وشرک کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہی ہے۔"

ایک اور مقام پر یہی بات اِن الفاظ میں اِرشاد فرمائی:

﴿ لیس بین العبد وبین الکفر الا ترک الصلوۃ ﴾ [سنن نسائی: ۵۴/۱]

"مسلمان بندے اور کفر کے درمیان فرق صرف نماز چھوڑنا ہی ہے۔"

﴿ من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر ﴾ [جامع ترمذی: باب ماجاء فی ترک الصلوۃ]

"جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اُس نے کفر کیا۔"

ایک اور مقام پر اِسی مفہوم کی وضاحت اِن الفاظ میں کی گئی

﴿ عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ العھد الذی بیننا و بینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر ﴾
[سنن نسائی: ۱/ ۴، مسند احمد، الزواجر: ۱۸۸، سنن ترمذی، مشکوۃ المصابیح: کتاب الصلوۃ، الفصل الثانی: ۵۸]

"حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اُن کے درمیان عہد نماز ہی ہے، پس جس نے اِسے چھوڑا گویا اُس نے کفر کیا۔"

ایک اور مقام پر صحابہ کرام کے عمل کی وضاحت کی گئی.

﴿ عن عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ قال: کان اصحاب رسول اللہ ﷺ لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوۃ ﴾

"حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کسی بھی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے۔" [جامع ترمذی، مستدرک للحاکم، مشکوۃ: کتاب الصلوۃ، الفصل الثانی: ۵۹]

حضرات گرامی!

اِن تمام اِرشادات عالیہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ جو شخص دائرہ اِسلام میں داخل ہونے کے بعد اِس عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نماز ترک کرتا ہے تو وہ خدا اور اس کے رسول کا باغی اور کافر قرار پاتا ہے.

مگر یاد رکھئے کہ جمہور علماء کرام فرماتے ہیں کہ ہر بے نماز ی کو کافر نہیں کہیں گے بلکہ بے نمازی صرف اُس صورت میں کافر کہلائے گا جب وہ نماز پڑھنے کا اِنکار کرے یا نماز چھوڑنا جائز سمجھتا ہو اِسلئے مذکورہ تمام اَحادیث میں کفر سے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ مقصود شدتِ تنبیہ ہے۔

لہٰذا جو شخص سستی کی وجہ سے نماز ادا نہیں کرتا تو اُسے فاسق و فاجر اور کبیرہ گناہ کا مرتکب کہیں گے ،اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو فقہاء احناف کے نزدیک اُسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنا شروع کر دے۔

ہر بے نمازی کافر نہیں

اِس کی صرف دو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں. ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ﴾ [النساء: ۱۱۶]

"بے شک اللہ تعالی اپنے ساتھ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔"

اسی طرح حدیث مبارک ہے:

﴿ اسعد الناس بشفاعتی من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ ﴾ [صحیح بخاری]

"رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جس نے خلوص

دل سے کلمہ طیبہ پڑھا۔"

قرآنی آیت اور حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہوئی کہ ایک کلمہ گو مسلمان جو بھی کبیرہ گناہ کرے، اس کی وجہ سے وہ فاسق وفاجر تو کہلائے گا مگر کافر نہیں ہوگا، البتہ قرآن وسنت کی روشنی میں نماز میں سستی کرنے والے کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا اور وہ اللہ کی رحمت سے دور رہے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ماسلککم فی سقر قالو الم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین ﴾

"تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا، وہ بولے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔" [المدثر: ۴۲]

خطیب شربینی فرماتے ہیں کہ وہ نماز کو اہمیت نہیں دیتے تھے، وہ نماز کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

﴿ فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیا الا من تاب وعمل صالحا ﴾ [سورۃ مریم: ۵۹]

"پس اُن کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے اپنی نمازیں ضائع کیں اور شہوات کی پیروی کی پس عنقریب وہ "غی" میں داخل ہوں گے مگر جس نے توبہ کی اور نیک عمل کئے۔"

محترم قارئین!

"غی" جہنم کی ایک خوفناک وادی کا نام ہے، اس کی گہرائی بہت زیادہ ہے، اُس میں ایک ہولناک کنواں ہے جس کا نام ہب ہب ہے، جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کنویں کو کھول دیتا ہے جس سے بدستور وہ بھڑکنے لگتی ہے، یہ ہولناک کنواں بے نمازیوں اور شرابیوں وغیرہ کیلئے ہے۔

حکایت: ایک بزرگ کے بارے منقول ہے کہ وہ اکثر رویا کرتے تھے، جب سبب گریہ دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں سوچتا ہوں کہ اگر گناہوں کے سبب مجھے حمام کے گرم پانی میں غوطے دیئے جائیں تو میں اس کو برداشت نہیں کرسکتا تو مجرموں کو جہنم کی آگ اور وہاں کے کھولتے پانی میں غوطے دئے جائیں گے تو وہ کس طرح برداشت ہوسکے گا۔

حضرات گرامی! غور فرمائیں کہ وہ بھائی جو نماز چھوڑتے ہیں کہ اگر انہیں نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے جہنم کی آگ میں پھینک دیا گیا تو کیا حال ہوگا؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون ﴾ [الماعون: ۳۰]

"پس ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے بھولے بیٹھے ہیں۔"

حضراتِ گرامی! جہنم میں ایک ویل نامی خوفناک وادی ہے جس کی سختی سے خود جہنم بھی پناہ مانگتی ہے، جان بوجھ کر نماز قضا کرنے والے اُس وادی کے مستحق ہوں گے۔

آج ہم نمازوں پہ نمازیں قضا کر دیتے ہیں اور اُس کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے ہکل ہمیں جہنم کی آگ کا عذاب جھیلنا پڑا تو کیا حال ہوگا۔

﴿ عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص ﷺ عن النبی ﷺ انہ ذکر الصلوۃ یوما فقال من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیمۃ ومن لم یحافظھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیمۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف ﴾

[مسند احمد، طبرانی، ابن حبان، طرمی بیھقی، مشکوۃ المصابیح: کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث: ۵۹]

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے نماز کی حفاظت کی، اس کیلئے یہ نماز، برہان اور نجات ہوگی بروزِ قیامت اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی تو اس کیلئے یہ نماز نور، برہان اور نجات نہ ہوگی بروزِ قیامت اور وہ شخص قارون، فرعون، ہامان اور امیہ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔"

﴿ عن ابی الدرداء ﷺ قال اوصانی خلیلی ﷺ ان لا اشرک باللّٰہ شیئا وان قطعت وان احرقت ولا اترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ ﴾ [سنن ابن ماجہ، بیھقی، الزواجر: ۱/۱۸۹، مشکوۃ المصابیح: کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث: ۵۹]

"حضرت ابوالدرداء ﷺ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے وصیت کی کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤں اگرچہ مجھے کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے اور میں جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑوں، پس جس نے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا تو اُس سے میرا ذمہ ختم ہوگیا۔"

بعض سلف صالحین سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بہن کو انتقال کے بعد دفن کیا تو اُس کی مال والی تھیلی قبر میں گر گئی اور اُسے پتہ نہ چلا حتی کہ جب قبر سے واپس جانے لگا تو اُسے تھیلی یاد آئی، وہ فوراً واپس قبر پر آیا اور لوگوں کے جانے کے بعد قبر کو کھودا، اُس نے دیکھا کہ قبر میں آگ شعلہ زن تھی، دوبارہ قبر پر مٹی ڈال دی اور روتے ہوئے غمزدہ اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا کہ اے والدہ محترمہ! مجھے بتائیں کہ میری بہن کونسا عمل کرتی تھی؟ ماں نے پوچھا کہ تم کیوں پوچھتے ہو؟ اُس سے سارا واقعہ سنا دیا، یہ سن کر ماں رونے لگی اور کہا کہ اے بیٹے! تیری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور بے وقت نماز پڑھتی تھی۔ [مکاشفۃ القلوب: ۳۶۶]

بے نمازی کی پندرہ سزائیں

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو اللہ تعالیٰ پندرہ قسم کی سزاؤں میں مبتلا فرمائے گا۔

چھ 6 سزائیں دنیا میں۔

[۱]۔ عمر سے برکت زائل ہو جائے گی۔ [۲]۔ چہرے سے نیک لوگوں جیسی نورانیت سلب کر لی جائے گی۔ [۳]۔ کسی بھی عمل کا اجر و ثواب نہیں ملے گا [۴]۔ کوئی دعا آسمان تک بلند نہ ہوگی۔ [۵]۔ لوگوں کے سامنے ذلیل و خوار ہوگا۔ [۶]۔ نیک لوگوں کی دعاؤں میں حصہ نہ ہوگا۔

موت کے وقت کی تین سزائیں یہ ہیں۔

[۱]۔ ذلیل ہو کر مرے گا۔ [۲]۔ بھوکا مرے گا۔ [۳]۔ پیاسا مرے گا اگر چہ تمام سمندر کا پانی پی لے۔

قبر کی تین سزائیں یہ ہیں۔

[۱]۔ قبر تنگ کر دی جائے گی یہاں تک کہ قبر اُس کو اس طرح دبائے گی کہ اُس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔ [۲]۔ قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی۔ [۳]۔ قبر میں اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام [الشجاع الاقرع] ہوگا۔

قبر سے اٹھنے کی تین سزائیں یہ ہیں۔

[۱]۔ جہنم کی آگ کا بادل جہنم کی طرف ہانکے گا۔ [۲]۔ حساب و کتاب کے وقت سختی ہوگی۔

[۳]۔ اللہ تعالیٰ اُس پر غضبناک ہوگا۔ [تنبیہ الغافلین، مکاشفۃ القلوب: ۳۶۳]

حکایت: ایک دفعہ ایک بزرگ کو شیطان نظر آ گیا تو فرمانے لگے کہ کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ میں تجھ سا ہو جاؤں؟ شیطان نے کہا کہ نماز میں سستی کرو اور خوب جھوٹی قسمیں کھایا کرو، وہ بزرگ فوراً بولے کہ میں اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز میں سستی نہیں کروں گا اور کبھی جھوٹی قسم نہیں کھاؤں گا، یہ سُن کر شیطان بوکھلا گیا اور کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی انسان کو نصیحت نہیں کروں گا۔

[تنبیہ الغافلین]

بعض علماء فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو اللھم لا تدع فینا شقیا ولا محروما ۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ شقی اور محروم کون ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون ہے؟ تو فرمایا کہ بے نمازی۔ [مکاشفۃ القلوب: ۳۶۵]

سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تارکین نماز کے چہرے کالے کئے

جائیں گے اور جہنم میں [لـملم] نامی ایک وادی ہے جس میں سانپ ہیں، ہر سانپ اونٹ کی گردن کے برابر موٹا اور ایک ماہ کی مسافت کے برابر لمبا ہے اور تارک نماز کو ڈسے گا، اُس کا زہر ستر برس تک بے نمازی کے جسم میں جوش مارتا رہے گا، پھر اُس کا گوشت گل جائے گا۔

[مکاشفۃ القلوب ۳۶۵]

امام بزاز نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب میری بینائی جاتی رہی مگر آنکھ کی پتلیاں سلامت تھیں تو مجھے کہا گیا کہ چند دن نماز چھوڑ دیں تو ہم آپ کا علاج کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ نہیں، جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی، وہ اللہ تعالیٰ سے اِس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر ناراض ہوگا۔ [مکاشفۃ القلوب ۳۰۲]

حضرات گرامی!

غور فرمائیں کہ صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز چھوٹ جانے کے خوف سے اپنا علاج نہیں کروایا جبکہ آج ہمارا کیا حال ہے؟ ذرا سی تکلیف ہوئی تھوڑا سا سر درد ہوا، معمولی سی پریشانی آئی تو نمازیں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ پریشانی اور مصیبت میں اللہ کا ذکر زیادہ کرنا چاہئے، اے مسلمان بھائیو! نماز چھوڑنے پر جس قدر عذاب کی وعید سنائی گئی ہے، کسی اور عمل کے چھوڑنے پر ایسی وعید نہیں ہے اِسلئے اِس کی ہر حالت میں حفاظت کریں۔

چھ رمضان

❁ کامیاب لوگ کون؟ ❁

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین. ﴿ والعصر ان الانسان لفی خسر .الا الذین امنو او عملو االصالحات وتواصوابالحق وتواصوابالصبر﴾ اللّٰھم نور قلوبنا بالقرآن وزین اخلاقنا بالقرآن وادخلنا الجنۃ بالقرآن ونجنا من النار بالقرآن.

حضرات گرامی!

سورۃالعصر کے شانِ نزول کے بارے مفکر اِسلام حضرت پیر کرم علی شاہ الازہری تفسیر ضیاءالقرآن جلدنمبر 5 صفحہ نمبر 652 پر نقل فرماتے ہیں.

"کلاہ بن اُسید کا عہدِ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑا دوستانہ تھا،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مشرف باسلام ہوئے تو یہ ناصح ومشفق بن کر آپ کو سمجھانے لگا کہ اے ابوبکر! تمہاری قابلیت اور دانشمندی ہر شک وشبہ سے بالاتر تھی ،کاروبار میں بھی تمہارا کوئی ہمسر نہ تھا، اپنی تاجرانہ مہارت کے باعث تمہارا ہر سودا نفع بخش ہوتا تھا،ایں فہم ودانش تم نے اپنے آباؤ اجداد کا طریقہ چھوڑ دیا ،لات وہُبل کی عبادت ترک کر دی اوران کی شفاعت سے محروم ہو گیا تم سے ایسی ناوانی کی توقع نہ تھی ،آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے اُس کو جواب دیا کہ جو شخص حق کو قبول کر لیتا ہے اور پھر ثابت قدمی سے راہِ راست پر گامزن ہو جاتا ہے تو وہ زیاں کار نہیں ہوتا تو اِس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ مبارک نازل فرمائی جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرات گرامی!

قرآنِ حکیم کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ تھوڑی عبارت اور مختصر آیت میں ایسے عالیشان مضامین بیان فرما دیتا ہے جو اِنسانی زندگی کیلئے مکمل دستورالعمل بن سکیں ،یہ مختصر سورۃ اِنتہائی جامع مضامین پر مشتمل ہے ،کامیابی اور ناکامی کا فلسفہ اِس سورت میں بالکل واضح اور آسان اَنداز میں بیان کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت اِمام شافعی نے کیا خوب اِرشاد فرمایا:

﴿ لوتدبر الناس هذه السورة لوسعتهم ﴾ [ضیاء القرآن: ۶۵۰/۵]

''اگر لوگ اِس سورت میں غور وفکر کریں تو یہ ایک ہی سورت اِن کی فلاح کیلئے کافی ہے۔''

کیونکہ اِس میں کفار کو ڈانٹ ڈپٹ، منافق کو جھڑک، مومن کو بشارت، پرہیزگاروں کی عزت افزائی، ایمان کی دعوت اور نیک اَعمال کی ترغیب وغیرہ سب کچھ علی وجہ الاکمل بیان کیا گیا ہے۔

سورتِ عصر کی یہ تین آیات اَسرار ومعارف کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر ہیں جن کا کنارہ ناپید ہے اور اِن کی گہرائی بے اَنداز ہے، عبارت کے اِیجاز کو دیکھ کر فصحائے عرب تصویرِ حیرت بن گئے اور معانی کے شانِ اِعجاز کو دیکھ کر عقلِ اِنسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

یوں تو یہ سورتِ مبارکہ اَحکام کا سمندر اور عرفان کا خزانہ ہے مگر ہم چند اُمور پر روشنی ڈالیں گے.

[۱]. العصر سے کیا مراد ہے؟ [۲]. خسارہ اور نقصان اُٹھانے والے کون لوگ ہیں؟ [۳]. کامیاب وکامران کون لوگ ہیں؟ [۴]. کامیاب لوگوں کی نمایاں صفات کیا ہیں؟

حضرات گرامی!

[العصر] کے مفہوم میں فقہاء کا اِختلاف ہے جیسا کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ عصر سے مراد مطلق زمانہ ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ عصر سے مراد درمیانی نماز ہے۔

[تفسیر خازن: ۴۰۵/۴]، [تفسیر فتح القدیر: ۱۶۵۳]

جبکہ اَعلیٰ حضرت اِمام اَحمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ عصر سے مراد محبوب کبریا ﷺ کا زمانہ ہے۔

تیسرے موقف کی دلیل اِمام فخر الدین رازی کے اِس قول سے بھی ہوتی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ [والعصر] سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں اے محبوب! آپ جلوہ فرما ہیں۔

[تفسیر کبیر: ۸۶/۳۲، المجلد السادس عشر]

اِسی طرح صاحب تفسیر روح المعانی حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی بھی فرماتے ہیں.

[والعصر] سے مراد رسول اکرم ﷺ کے زمانہ نبوت کی قسم ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیاتِ مبارکہ کے زمانے کی قسم اِرشاد فرمائی ہے کیونکہ وہی زمانہ تمام زمانوں سے اَشرف ہے۔

[تفسیر روح المعانی: ۲۶۳/۵]

اِسی طرح شیخ التفسیر مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی تلمیذ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ عصر زمانے کو کہتے ہیں اور زمانہ چونکہ عجائبات پر مشتمل ہوتا ہے، اِس میں اَحوال کا تغیر وتبدل ناظر کیلئے باعثِ حیرت ہوتا ہے اور یہ چیزیں خالق ومالک کی قدرت وحکمت اور اُس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں، اِسلئے ہوسکتا ہے

زمانہ کہ قسم مراد ہو لیکن سب سے بہتر وہی تفسیر ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اختیار فرمائی ہے کہ زمانہ سے سید عالم ﷺ مخصوص زمانہ مراد ہے. چونکہ وہ زمانہ تمام زمانوں سے افضل و اعلیٰ اور خیر و برکت کا زمانہ ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿خیر القرون قرنی﴾ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے یعنی حضور ﷺ کی زمانے کی ہر ہر ساعت تمام ساعتوں سے افضل ہے۔ [مشکوۃ المصابیح: باب مناقب الصحابۃ، الفصل الاول: ۵۵۳]

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ محتشم کی عمر مبارک کی قسم اُٹھائی. چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے.

﴿لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون﴾ [الحجر: ۷۲، پ: ۱۴]

”اے محبوب! تمہاری جان کی قسم! بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں.“

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے شہر پاک کی بھی قسم اُٹھائی.

﴿لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد﴾ [البلد: ۱، پ: ۳۰]

”مجھے اُس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اُس شہر میں تشریف فرما ہو.“

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم بھی اُٹھائی تو اپنے آپ کو حضور ﷺ رب فرمایا.

﴿فلا وربک لا یؤمنون﴾ [النساء: ۶۵، پ: ۵]

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا ، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ، تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

اسی طرح مفکر اسلام پیر کرم علی شاہ فرماتے ہیں کہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ [والعصر] سے مراد وہ عہد ہمایوں ہے جب یہ جہاں محمدِ عربی ﷺ کے وجودِ مسعود سے منور ہوا، ویسے تو ہر زمانہ اس سورت میں بیان کردہ مضامین کی حقانیت کا گواہ ہے لیکن جیسی اُٹل، ناقابلِ تردید شہادت عہدِ مصطفوی ﷺ نے دی، اس کی کہیں نظیر نہیں مل سکتی۔ [تفسیر ضیاء القرآن: ۵/۶۵۳]

حضرات گرامی! ان تمام اَقوالِ فقہاء سے اس بات کی تائید ہوگئی کہ عصر سے محبوب کبریا ﷺ کا زمانہ مراد لینا ہی زیادہ بہتر ہے۔

دوسری اہم چیز کہ خسارہ اُٹھانے والے لوگ کون ہیں؟

آیئے قرآنی آیات کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ نقصان و خسارہ اُٹھانے والے کون لوگ ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے.

﴿ الذین ینقضون عھداللّٰہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللّٰہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون ﴾ [البقرہ:۲۷،پ:۱]

''وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کو جوڑنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔''

﴿ والذین کفروا بایات اللّٰہ اولئک ھم الخاسرون ﴾ [الزمر:۶۳،پ:۲۴]

''اور جنہوں نے اللہ کی آیات کا اِنکار کیا وہی نقصان والے ہیں۔''

﴿ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللّٰہ ﴾ [الانعام:۳۱،پ:۷]

''بے شک نقصان میں رہے وہ جنہوں نے اپنے رب سے ملنے کا اِنکار کیا۔''

﴿ قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم ﴾ [الانعام:۱۴۰،پ:۸]

''بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں احمقانہ جہالت سے۔''

﴿ ومن یتخذ الشیطان ولیا من دون اللّٰہ فقد خسر خسرانا مبینا ﴾

[النساء:۱۱۹،پ:۵]

''اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح نقصان میں پڑا۔''

﴿ ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسھم فی جھنم خالدون ﴾

''اور جن کے وزن ہلکے ہوئے، پس یہ لوگ وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔'' [المومنون:۱۰۳،پ:۱۸]

﴿ ومن یضلل فاولئک ھم الخاسرون ﴾ [الاعراف:۱۷۸،پ:۹]

''اور جسے وہ گمراہ کرے تو وہ نقصان میں رہے۔''

﴿ لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین ﴾

''اور اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شرک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا ضائع ہو جائے گا اور ضرور تو نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔'' [الزمر:۶۵،پ:۲۴]

حضرات گرامی! اِن تمام آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑنے والے، قطع رحمی کرنے والے، فساد برپا کرنے والے، آیاتِ الٰہیہ کا اِنکار کرنے والے، ربِ ذوالجلال کی ملاقات کو جھٹلانے والے، اولاد ناحق قتل کرنے والے، شیطان کی پیروی کرنے والے، ہلکے اعمال والے، گمراہی اِختیار کرنے والے اور شرک کرنے والے ہی خسارہ اور نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

کامیاب لوگ کون ہیں؟

حضرات گرامی!

خسارہ اُٹھانے والوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالٰی نے کامیاب لوگوں کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالٰی ہے۔

﴿الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾

"مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور حق وصبر کی وصیت کی۔" [سورۃ العصر، پ ۳۰]

مفسر شہیر حضرت پیر کرم علی شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں:

اس آیت کریمہ میں کامیاب لوگوں کی چار اہم صفات ذکر کی گئی ہیں۔

[۱]۔ ایمان۔ [۲]۔ عملِ صالح۔ [۳]۔ حق۔ [۴]۔ صبر۔

پہلی اور اہم بات یہ بیان فرمائی کہ وہ صدقِ دل سے اپنے رب کریم پر ایمان لائے نیز ان کے پروردگار نے ان کی ہدایت ورہنمائی کیلئے جس نبی کو مبعوث فرمایا، اُس کی تصدیق کریں اور اُس نبی نے ان کے سامنے جو نظامِ حیات پیش کیا ہے، اُس کو تہہ دل سے قبول کریں۔

کیونکہ ایمان ہی اسلام کی عمارت کی بنیاد ہے، یہی آخرت کا کامیابیوں کی اصل ہے، یہی جنت کے حصول کا ذریعہ ہے، یہی جہنم سے بچنے کا واحد طریقہ ہے، یہی ربِّ ذوالجلال کی بارگاہ میں سرخرو ہونے کا سبب ہے، اسلئے سب سے پہلے وہ ایمان سے متصف ہو جائے۔

اس کے بعد دوسری صفت یہ ہے کہ اپنی زبان سے جس قلبی ایقان کا انہوں نے اظہار کیا ہے، میدانِ عمل میں اُٹھنے والا ان کا ہر قدم اُس کی تصدیق کرے یعنی اپنے ایمان کی تکمیل کیلئے اعمالِ صالحہ کریں۔ کیونکہ اعمالِ صالحہ ہی ایمان واسلام کی بنیاد پر تعمیر ہونے والی عمارت ہے اور انسان کی کامیابی کیلئے دوسری اہم ضرورت ہے، اسلئے انسان اپنی زندگی کے تمام اعمال اللہ تعالٰی اور اُس کے رسول کی رضا کیلئے کرے، جن جن اعمال کو کرنے کا حکم اللہ تعالٰی اور اُس کے رسول نے دیا ہے، یہ مومن اُن کو بجالائے، مثلاً نماز ادا کرے، روزہ رکھے، زکوٰۃ ادا کرے، حج ادا کرے، سچ بولے، والدین کا ادب کرے، علمِ دین حاصل کرے، نیکی کا پرچار کرے، عدل وانصاف کرے، تقوی وپرہیزگاری اختیار کرے، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرے، اللہ کی محبت کیلئے یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلائے اور وہ تمام اعمال جن کو کرنے کا اللہ تعالٰی اور اُس کے رسول نے حکم دیا، یہ اُن پر عمل پیرا ہو جائے۔

حضرات گرامی!

جہاں تک انسان کی اِنفرادی کامیابی کا تعلق ہے، وہ تو اِن مذکورہ دو صفات کے پائے جانے سے حاصل ہو گئی لیکن اُسے چراغ کون کہے جو اپنے ماحول کی تاریکیوں کو مٹا کر نہ رکھ دے، وہ دریا ہی کیا ہوا جو صحراؤں اور چٹیل میدان کو سیراب کر کے رشکِ فردوس نہ بنا دے، اِسلئے فرمایا کہ تیسری خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں حق کی پذیرائی اور اس کی بالادستی قائم کرنے کیلئے بھرپور کوشش کرتا رہا اور یہ کوشش اُس وقت تک بارآور نہیں ہو سکتی جب تک یہ خود اور اس کی محنت سے حق کو قبول کرنے والے اِس راہ کی صعوبتوں کو جوانمردی سے برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا نہ کرلیں، اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب وہ ایک دوسرے کو صبر و استقامت کا درس دیتے ہیں، مصائب و آلام میں خود استقامت کا مظاہرہ کر کے دوسروں کیلئے دلکش نمونہ پیش کرتے ہیں ، یہ صبر کامیابی کی اہم اور چوتھی شرط ہے۔ اِس سے مراد فقط یہ نہیں کہ آپ کو کوئی تکلیف آئے اور آپ گھبرائیں نہیں بلکہ اِس کے علاوہ نیکیاں کرنے پر صبر، گناہوں سے اِجتناب پر صبر، اَحکامِ شریعہ کی پابندی پر صبر، ماحول کے دباؤ کے مقابلے میں صبر، یہ سب اِسی میں شامل ہیں۔

حضرات گرامی!

تو جب ایک ایسی اُمت وجود میں آئے گی جو اِن چار صفات سے متصف ہوگی تو پھر حق کا پرچم ہمیشہ سربلند رہے گا، کوئی طوفان اِس کو سرنگوں نہ کر سکے گا، کوئی آندھی اِس کی روشن کی ہوئی شمع کو بجھا نہ سکے گی ، آپ اِن خوش نصیب اِنسانوں کی سعادت مندی کا اندازہ لگائیں جن کی عرق ریزیوں، جگر کاویوں اور شب بیداریوں کے باعث حق کو قوت و غلبہ نصیب ہوا اور جن کی سرفروشی اور جذبۂ ایثار و خلوص نے ایسی شمعیں روشن کر دی ہیں جن سے وہ راستہ جگمگا رہا ہے جو انسان کو اپنی حقیقی اور بلند منزل کی طرف لے جانے والا ہے، نوعِ اِنسانی کے وہ خوش قسمت افراد جن میں مذکورہ بالا صفات پائی جاتی ہیں، حقیقی فلاح و کامرانی کا تاج اُنہیں کے سر پہ سجایا جاتا ہے۔

جن خوش نصیبوں نے اُس ہادیٔ برحق کی دعوت کو قبول کرلیا اور اُن کی غلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے باعث اِن چار خوبیوں سے اپنی زندگی کا دامن بھرلیا، وہ اِنسانیت کے آبرو بن گئے چشمِ گیتی کا نور گلشنِ ہستی کی بہار اور فخرِ روزگار بن گئے، اِن کا نام زبان پہ آتا ہے تو پاکبازی اور نفع رسانی کی دنیا میں نور پھیل جاتا ہے، اِن کے ذکر سے طاغوتی طاقتوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار قدسیوں کا یہ گروہ اور اِن کے نقوشِ پا کو خضرِ راہ بنانے والے کاروانِ انسانیت کی قیادت کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں ، اِنہوں نے اپنی للّٰہیت اور خلوصِ عمل سے انسان کے سرِ افتخار کو بلند کر دیا ہے۔

لیکن آپ انسانی تاریخ کے گذشتہ دور کا مطالعہ کریں تو آپ یقیناً اِس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جو اس

مختصر سورت میں بیان کیا گیا ہے، جو افراد اور قومیں اِن چار صفات سے متصف نہ ہوں، وہ خائب وخاسر ہی رہیں، نمرود اور فرعون کو دیکھ لو، قومِ نوح اور قومِ ثمود کے حالات کا مطالعہ کرلو، ہر جگہ اس حقیقت کی سچائی روزِ روشن کی طرح واضح ہے، نمرود اپنے وقت کا بہت بڑا بادشاہ تھا، ساری رعایا اُس کی فرمانبردار تھی، ملک کی ساری دولت اُس کے قبضہ میں تھی، اُس کے شاہی خزانے، سونے چاندی اور دیگر نوادرات سے بھرے ہوئے تھے، فوج بھی بادشاہ کے ساتھ وفا کے جذبے سے سرشار تھی، یہی حال فرعون کا تھا، اِن دونوں میں اگر کسی چیز کی کمی تھی تو صرف یہ کہ یہ دونوں اُن صفاتِ جلیلہ سے محروم تھے جو انسانی فوز وفلاح کیلئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، اِن کا انجام کیا ہوا؟ ایک مطلق العنان بادشاہ کو ایک حقیر مچھر نے ہلاک کردیا، دوسرے کو سمندر کی موجیں خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے گئیں، اِن کے حسرتناک انجام پر ایک آنکھ بھی تو نمناک نہ ہوئی، ایک دل بھی تو سوگوار نہ ہوا، اِن بدبختوں کی تباہی وبربادی پر نہ چشمِ فلک سے کوئی آنسو نہ ٹپکا اور نہ ہی زمین کی آنکھیں اشکبار ہوئیں، قومِ نوح کو جب طوفان کی بپھری ہوئی موجوں نے گھیر لیا اور وہ سب کے سب غرق ہوگئے تو اِن ظالموں کی بربادی پر کائنات نے حمدِ باری تعالیٰ کے گیت گائے، اِسلئے کہ یہ سب فلاح وکامرانی کی چار اہم صفات سے محروم تھے۔

حضرات گرامی!

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ نوعِ انسانی کے وہ خوش قسمت افراد جن میں ایمان، عملِ صالح، حق اور صبر کے یہ چار کی خوبیاں پائی جاتی ہیں، حقیقی فلاح وکامرانی کا تاج انہی کے سر پہ سجایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی بارگاہ سے کامیابی کا پروانہ انہی لوگوں کو جاری کیا جاتا ہے۔

قبر وآخرت اور میدانِ محشر کی مشکلات ومصائب میں آسانی سے کامیابی حاصل کرنے والے یہی لوگ ہیں، پلِ صراط کے پُر کٹھن مرحلہ سے بجلی کی چمک کی طرح تیزی سے گزر جانے والے خوش قسمت لوگ یہی ہیں، میدانِ محشر میں حساب وکتاب میں آسانی کی نوید سننے والے یہی خوش بخت افراد ہوں گے، بروزِ قیامت جنت کا پروانہ سننے والے یہی خوش قسمت افراد ہوں گے جو چار صفات مبارکہ سے متصف ہوں گے۔
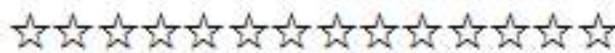
سات رمضان

❁ حسنِ اَخلاق ❁

لک الحمد یا اللہ ! خلقتنا وانقذتنا من النار والصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ! لقد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ ومحوت الظلمۃ .

امابعد ! ﴿ وانک لعلی خلق عظیم ﴾ [القلم:۴]

حضرات گرامی!

سورۂ قلم کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی اُس میں خالق کی زبان اپنی تخلیق کے شاہکار کی توصیف فرما رہی ہے، خالقِ اَرض وسماوات نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی توصیف میں عظیم جملہ اِرشاد فرمایا کہ یہ رسولِ اکرم ﷺ اَخلاقِ حسنہ کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں۔

سب سے پہلے یہ سمجھئے کہ خُلق کسے کہتے ہیں؟ خُلق کا لغوی معنی ہے: عادت، طبیعت، خصلت اور حُسنِ اَخلاق کا معنی ہے: اچھی طبیعت اور اچھے اَفعال۔

امام فخر الدین رازی لفظِ خُلق کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ الخلق ملکۃ نفسانیۃ یسھل علی المتصف بھا الاتیان بالافعال الجمیلۃ ﴾

"خُلق ایک ایسا انسانی ملکہ ہے جس کو اپنانے والا شخص افعال جمیلہ کو بآسانی ادا کرتا ہے۔" [تفسیر کبیر]

پھر فرماتے ہیں کہ کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے لیکن اُس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے، کوئی کام خُلق اُسی وقت کہلائے گا جب اُس کے کرنے میں تکلف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے یعنی جس طرح آنکھ بے تکلف دیکھتی ہے، کان بے تکلف سنتا ہے، زبان بے تکلف بولتی ہے، اِسی طرح سخاوت، حیاء، حق گوئی اور تقوی وغیرہ صفات تجھ سے تردّد اور توقف کے بغیر صدور پذیر ہونے لگیں تو اُس وقت اِن اُمور کو تیرے اَخلاق شمار کیا جائے گا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت کریمہ کا ایک ایک کلمہ اپنے اندر معانی ومعارف کی ایک

دنیا لئے ہوئے ہے مثلاً لفظِ علیٰ اِستعلاء کیلئے ہے یعنی کسی پر حاوی ہونا، چھا جانا اور قابو پا لینے کے معنی میں اِستعمال ہوا ہے، آیتِ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اَخلاقِ حمیدہ اور اَفعالِ پسندیدہ پر رسول اکرم ﷺ کا قبضہ ہے، یعنی تمام اَخلاقِ حسنہ ایک مرکب یعنی سواری کی طرح ہیں اور آقا کریم ﷺ اُن کے راکب اور شہسوار ہیں، اِسی لئے حضور ﷺ کو اِن اُمور کیلئے کسی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں، آفتابِ ذاتِ محمدی سے صفاتِ محمدیہ اور کمالاتِ احمدیہ کی کرنیں خودبخود پھوٹتی رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا ہے:

﴿قل لا اسئلکم علیه اجرا وماانا من المتکلفین﴾

''اے حبیب! اِعلان فرمادیں کہ میں تم لوگوں سے نہ کسی اجر کا مطالبہ کرتا ہوں اور نہ میں تکلف اور بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

حضرات گرامی!

ربِّ اَرض وسماوات نے [انک لعلیٰ خلق عظیم] فرما کر بتا دیا کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات تمام کمالات کی جامع ہیں، وہ کمالات جو پہلے نبیوں اور رسولوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے، وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیاں اور اپنی جملہ رعنائیوں کے ساتھ اِس ذاتِ اَقدس واَطہر میں موجود ہیں، شکرِ نوح، خُلتِ ابراہیم، اِخلاصِ موسیٰ، صدقِ اسماعیل، صبرِ یعقوب اور تواضعِ سلیمان وغیرہ سب یکساں ہیں۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تُو تنہا داری

اِمام شرف الدین بوصیری اپنے مخصوص انداز میں فرماتے ہیں۔

فاق النبیین فی خَلق وفی خُلق
ولم یدانوہ فی علم ولا کرم
فانہ شمس فضل ھم کواکبھا
یظھرن انوارھا للناس فی ظلم

یعنی آقا کریم ﷺ اپنی ظاہری شکل وصورت اور سیرت واَخلاق کے اِعتبار سے تمام اَنبیاءِ کرام سے برتر ہیں. کوئی نبی آپ ﷺ کے مقامِ علم اور شانِ کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا. حضور ﷺ کی

ذات بزرگی کا آفتاب ہے۔سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہدِ جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے انوار اور تابانیوں کا ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب حضرت ہشام نے خُلقِ مصطفوی ﷺ کے بارے پوچھا تو آپ نے مختصر اور جامع جواب دیا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ کہا کیوں نہیں تو فرمایا کہ کان خلقه القرآن یعنی حضور ﷺ کا خلق قرآن ہے۔ [صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ]

حضرات گرامی!

جن محاسنِ اَوصاف اور مکارمِ اَخلاق کو اپنانے کا حکم قرآن نے دیا ہے، حضور ﷺ ان سے کمال درجہ متصف تھے اور جن لغو باتوں اور فضول کاموں سے بچنے کی ترغیب دی ہے، حضور ﷺ ان سے پوری طرح منزہ اور مبرا تھے۔

آقا کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔[ادبنی ربی تادیبا حسنا]

''اللہ تعالیٰ نے مجھے خوب اَدب سکھایا۔''

جب اُس عبدِ کریم کا مؤدب ،مربی اور معلّم خود رب العالمین ہے تو پھر اُس تلمیذِ اَرشد کے حسنِ اَدب، حسنِ اَخلاق، حسنِ تربیت اور کمالِ علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

﴿لقد خدمت رسول اللّٰہ ﷺ عشر سنین،فما قال لی قط اف ولا قال لشئ فعلته لم فعلته﴾ [صحیح بخاری ومسلم مشکوۃ المصابیح ۱۸۵]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں دس سال تک رہا، پس آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اُف نہ کہا اور اگر میں نے کوئی کام کیا تو اُس کے بارے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟

﴿کان رسول اللّٰہ ﷺ احسن الناس خلقا﴾

[صحیح بخاری ومسلم ریاض الصالحین : ۱۸۵]

''رسول اکرم ﷺ لوگوں میں سے اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھے تھے۔''

﴿عن مالک رضی اللہ عنہ بلغه ان رسول اللّٰہ ﷺ قال بعثت لاتمم حسن الاخلاق﴾

''حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اِسلئے مبعوث کیا

گیا کہ میں اچھے اَخلاق کی تکمیل کروں۔" [موطا امام مالک، مسند احمد، مشکوۃ المصابیح: ٤٣٢]

آقا کریم ﷺ کی شانِ رحمت اور حُسنِ اَخلاق کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ حکیم نے ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا۔

﴿ فبما رحمة من اللّٰه لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك فاعفوا عنهم ﴾ [آلِ عمران]

"پس آپ اللہ کی رحمت سے اُن کیلئے نرم دل ہیں اور اگر آپ سخت دل اور ترش رو ہوتے تو وہ آپ کے گرد سے بکھر جاتے، پس آپ اُن سے درگزر کیجئے۔"

آقا کریم ﷺ کا حُسنِ اَخلاق ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے، آپ کو آپ کی حیاتِ مبارکہ میں کفارِ قریش کی طرف سے کس کس طرح اَذیتوں اور مصیبتوں سے دوچار کیا گیا، آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیئے جاتے، آپ کے راستے میں کوڑا کرکٹ پھینک دیا جاتا، آپ کے جسمِ مبارک پر اوجھڑی ڈال دی جاتی، آپ کو شاعر اور مجنوں کہا جاتا مگر خالقِ اَقدس کے یہ مقدس پیغمبر اپنے حُسنِ اَخلاق اور حسنِ عفو و درگزر کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی قوم کیلئے کبھی بدُعا نہ فرماتے بلکہ دُعاءِ ہدایت کیلئے ہی ہاتھ پھیلاتے۔

پھر یہ شاہِ خوباں، شہنشاہِ حسینہ، نورِ ذاتِ لم یزل، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صرف خود ہی ہر کمال اور ہر جمال کے پیکرِ رعنا اور تصویرِ جمیل تھے بلکہ اپنے عقیدتمندوں اور نیازمندوں کو بھی اِن نعمتوں سے مالا مال فرمادیا۔

اُن کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ نوآئندہ نسلِ انسانی کیلئے ایک دلکش نمونہ بن گئے، بے شمار اِرشاداتِ عالیہ میں سے صرف چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں آقا کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اَخلاق حسنہ کی تلقین فرمائی۔

﴿عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه ﷺ اتق اللّٰه حيثما كنت واتبع السيئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن ﴾ [سنن ترمذی]

"حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں کہیں بھی تم ہو اور برائی کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اُسے مٹادے اور لوگوں سے حسن اَخلاق سے پیش آؤ۔"

﴿عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: ان اثقل شیء یوضع فی میزان العمل یوم القیامة خلق حسن﴾ [سنن ترمذی،مشکوۃ المصابیح: ٤٣١]

''حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بروز قیامت میزان عمل پر جو چیز سب سے بھاری ہوگی وہ حسن اخلاق ہے۔''

﴿عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ان المؤمن لیدرک بحسن خلقه درجة قائم اللیل وصائم النهار﴾

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مومن اپنے حسن اَخلاق کی وجہ سے ساری رات قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کے درجے کو پالیتا ہے۔'' [سنن ابی داؤد،الترغیب والترھیب،مشکوۃ المصابیح ٤٣٢]

﴿عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: ان من احبکم الی احسنکم اخلاقا﴾ [سنن ابن ماجہ: ٤٢٤٦]

''حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ وہ ہے جو تم میں سے اَخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔''

﴿عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الا انبئکم بخیارکم قالوا،بلی،قال: خیارکم اطولکم اعمارا واحسنکم اخلاقا﴾

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم میں سے بہتر کی خبر نہ دوں، صحابہ کرام نے عرض کہ ہاں! کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔'' [مسند احمد،مشکوۃ المصابیح: ٤٣٢]

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اخلاق انسان کی ناک میں رحمتِ الٰہی کی باگ ہے جو کہ ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے جسے وہ بھلائی کی طرف لے جاتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے جبکہ بد خلقی انسان کی ناک میں عذابِ الٰہی کی لگام ہے جو کہ شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے، شیطان اُسے شر کی طرف کھینچتا ہے اور شر اُسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ [تنبیہ الغافلین: ٤٤٩]

﴿عن ابی هریرةؓ قال رسول اللہ ﷺ اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم اخلاقا﴾

"حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں۔" [سنن ابی داؤد،مشکوة]

حضرت علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک خُلق کی تین سو ساٹھ 360 صورتیں ہیں جس میں توحید کے ساتھ ان میں سے ایک صورت بھی پائی گئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [تفسیر روح البیان]

﴿عن ام الدرداء قال ابوالدرداءؓ یاام الدرداء: ان العبد المسلم یحسن خلقه حتی یدخله حسن خلقه الجنة ویسیء خلقه حتی یدخله سوء خلقه النار﴾

"حضرت اُم الدرداءؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ اے اُم الدرداء! بے شک مسلمان بندہ اپنے اَخلاق سے اچھا ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس کا اچھا اَخلاق اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور بندہ اپنے اَخلاق کی وجہ سے بُرا ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس کا بُرا اَخلاق اُسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔" [الادب المفرد،باب حسن الخلق]

سیدنا امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اچھا اخلاق سرداروں کے سردار کی صفت ،صدیقین کا افضل عمل، دین کا نصف حصہ، متقی لوگوں کی کوشش کا نتیجہ اور عبادت گزار لوگوں کی ریاضت ہے۔

[احیاء العلوم:۱۱۳/۳]

﴿عن عبداللہ قال: ان اللہ تعالی قسم بینکم اخلاقکم کما قسم بینکم ارزاقکم﴾

"حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے اَخلاق کو بھی ایسے تقسیم کیا جس طرح تمہارے درمیان تمہارے رزق کو تقسیم کیا۔" [الادب المفرد،باب حسن الخلق]

﴿اللّٰھم انی اسئالک الصحة والعافیة وحسن الخلق﴾

[مجمع الزوائد:۱۷۳/۱،احیاء العلوم:۱۱۷/۳]

"حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تندرستی، عافیت اور اچھے اَخلاق کا سوال کرتا ہوں۔"

حضراتِ گرامی!

اِن تمام روایات واَحادیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ آقا کریم ﷺ نے اپنے غلاموں ، اپنے

اُمتیوں کوبھی اچھے اَخلاق اپنانے اور برے اَخلاق چھوڑنے کا حکم ارشادفرمایااورحسنِ اَخلاق کی صفت اپنانے والوں کی بے شمار فضیلتیں بیان فرمائیں تو اب سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اچھے اَخلاق یہ یہ ہیں اور برے اَخلاق یہ یہ ہیں تو آیئے اِس کے جواب کے سلسلے میں امام غزالی سے رہنمائی لیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اچھے اَخلاق یہ ہیں۔رحم،شفقت،اُلفت،ہمدردی،غمخواری،تواضع،حلم بردباری،سخاوت اورنرمی یہ سب اَچھے اَخلاق ہیں۔

جبکہ تکبر،ظلم،کنجوسی،طبیعت میں سختی،لوگوں سے نفرت اورظلم وزیادتی برے اَخلاق ہیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاہے کہ وہ اپنے محبوب کریم آقا کے طفیل ہمیں اخلاقِ حسنہ کی نعمت سے سرفرازفرمائے اوراخلاقِ سیئہ سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آٹھ رمضان

۞ حفاظتِ لسان ۞

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ وازواجہ اجمعین ،امابعد!

﴿ مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید ﴾ [سورۃق:۱۸،پ:۲۶]

حضرات گرامی!

جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی اُس میں رب ذوالجلال نے فرمایا کہ جو بھی کوئی بات کرے تو اُس کے پاس ایک نگہبان فرشتہ ہے جو اُس کی بات محفوظ کرتا ہے یعنی انسان زبان سے جو بھی کلمہ نکالے گا،وہ فرشتہ محفوظ کرتا جائے گا اور اُس کی لغزشوں کی باز پرس ہوگی۔

حضرات گرامی!

زبان اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب مصنوعات میں سے ہے اگر چہ دیکھنے میں تو یہ گوشت کا ٹکڑا ہے مگر حقیقت میں دنیا کی ہر شئی پر اِسی کا تصرف ہے بلکہ یہ عقل کی نائب ہے، جو چیز عقل وخیال میں آتی ہے،زبان ہی اُس کو اَلفاظ کا جامہ پہنچاتی ہے،بقیہ اعضاء کی حکومت تو صرف کسی ایک عضو پر ہے مگر زبان کی حکومت پورے جسم پر ہے کہ زبان جب بری بات کہتی ہے تو دل تاریک ہوجاتا ہے اور جب اِس سے حق بات نکلتی ہے تو دل روشن ہوجاتا ہے۔ [کیمیائے سعادت:۴۵۲]

حضرات گرامی!

زبان کی بے شمار آفات ہیں جن سے بچنا ہمارے لئے ضروری ہے،اِس کی آفات یہ ہیں فحش گوئی،گالی گلوچ،لعن طعن،جھوٹ،غیبت،چغلی،فضول گوئی،بہتان تراشی وغیرہ،یہ سب کبیرہ گناہ زبان سے ہی صادر ہوتے ہیں۔

جب زبان کی اِس قدر زیادہ آفات ہیں تو پھر اِس کی حفاظت کرنا بھی اُتنا ہی ضروری ہوگا اور

اگر بندہ اپنی زبان کو کنٹرول کرلے گا تو وہ بڑے بڑے گناہوں سے بچ جائے گا اور معاشرے میں پھیلنے والی بڑی بڑی آفتوں سے محفوظ رہے گا اور اس کے دیگر اعضاء بھی گناہوں سے محفوظ رہیں گے۔
یہی وجہ ہے کہ حدیث مبارک میں مذکور ہے کہ اگر زبان درست ہے تو تمام اعضاء درست ہیں جیسا کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

﴿قال اذا اصبح ابن آدم فان الاعضاء كلها تكفر اللسان فتقول اتق الله فينا فانا نحن بك فان استقمت استقمنا وان اعوججت اعوججنا﴾

[سنن ترمذی،مشکوۃ المصابیح:۴۱۳]

''فرماتے ہیں کہ جب ابنِ آدم صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے اللہ سے ڈرنا، پس بے شک ہم تیرے ساتھ ہیں، پس اگر تُو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں اور اگر تُو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''
اِس حدیث مبارک سے ظاہر ہوا کہ جسم کے تمام اعضاء زبان کے تابع ہیں اور زبان کے درست ہونے سے سارے اعضاء درست ہو سکتے ہیں۔
''سیدنا امام غزالی فرماتے ہیں کہ جب زبان کی اِس قدر زیادہ آفات ہیں تو خاموش رہنے میں ہی فائدہ ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
﴿من صمت نجا﴾ ''جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی۔''

[سنن احمد، سنن ترمذی، طرمی مشکوۃ:۴۱۳]

﴿قال لقيت رسول الله ﷺ فقلت ما النجاة ؟ فقال املك عليك لسانك﴾

[مسند احمد، جامع ترمذی، مشکوۃ:۴۱۳]

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ سے ملا اور میں نے پوچھا کہ نجات کیا ہے؟ تو فرمایا کہ تُو اپنی زبان کو کنٹرول کرلے۔''

اِس حدیث مبارک سے ظاہر ہوا کہ زبان کو روک لینے یعنی خاموشی اِختیار کرنے میں بندے کی نجات ہے تو آقا کریم نے خاموشی میں نہ صرف نجات بیان کی بلکہ خاموش رہنا ایک عظیم عبادت قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿ ان رسول اللہ ﷺ قال: مقام الرجل بالصمت افضل من عبادہ ستین سنۃ ﴾

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک لمحے کی خاموشی ساٹھ سال کی نفلی عبادات سے بہتر ہے۔'' [مشکوۃ المصابیح:٤١٤]

حضرات گرامی!

غور کریں کہ خاموشی اختیار کرنے کو آقا کریم ﷺ نے ساٹھ سال کی نفلی عبادات سے پسند فرمایا

﴿ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ: من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت ﴾

[صحیح بخاری:٦٠١٨،صحیح مسلم:٤٧،جامع ترمذی:٢٥٠٠،سنن ابی داؤد:٥١٥٤،سنن ابن ماجہ:٣٦٧٢]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

اِس حدیث مبارک سے ظاہر ہوا کہ بندہ مؤمن کیلئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے اچھی گفتگو کرے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پھر بُرا بولنے سے بہتر یہ ہے کہ خاموشی اِختیار کر لے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم نے فرمایا کہ خاموش رہنا دانائی ہے لیکن ایسا کرنے والے بہت کم ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ علم زینت بخشتا ہے اور خاموشی سلامتی ، اسلئے جب بھی بولو تو زیادہ باتیں نہ کرو، میں اپنی خاموشی پر کبھی شرمندہ نہیں ہوا لیکن اپنے کلام پر کئی دفعہ شرمندگی اُٹھائی۔ [تنبیہ الغافلین:٢١٣]

ایک دانا کا قول ہے کہ خاموشی میں 70,000 ہزار باتیں ہیں اور وہ سب اِن سات باتوں میں جمع ہیں۔ یوں ہر بات ہزار باتوں کے برابر ہے۔

[١]۔ خاموشی بغیر مشقت کے عبادت ہے۔ [٢]۔ بغیر زیورات کے زینت ہے۔ [٣]۔ بغیر حکومت کے رُعب ہے۔ [٤]۔ بغیر دیوار کے قلعہ ہے۔ [٥]۔ معذرت کئے بغیر بے نیازی ہے۔

[٦]۔ اعمال لکھنے والے فرشتوں کی راحت ہے۔ [٧]۔ عیوب کا پردہ ہے۔ [تنبیہ الغافلین:٢١٣]
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خاموشی عالم کیلئے زینت اور جاہل کیلئے پردہ ہے۔

حضرات گرامی!

اِن تمام اَقوال واَحادیث سے یہ بات عیاں ہوئی کہ خاموش رہنے میں ہی انسان کا بھلا ہے اور یہ خاموشی بہت عظیم عبادت ہے تو جب انسان اِس عظیم سعادت کو چھوڑ کر گفتگو کرے گا اور بلا ضرورت بولے گا تو اُسے بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آقا کریم ﷺ نے ہمیں بار بار یہی تعلیم دی کہ تم اپنی زبان کی حفاظت کرو کیونکہ اِس کو تم نے کنٹرول کرلیا تو جنت تمہارے لئے ضرور ہوگی۔ آیئے چند اَحادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه اضمن له الجنة﴾

[صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم الحدیث ٦٤٧٤]، [مشکوۃ المصابیح: کتاب الادب، باب حفظ اللسان ٤١١]

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے داڑھوں کے درمیان والی چیز یعنی زبان اور ٹانگوں کے درمیان والی چیز یعنی شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

حضرات گرامی!

ایک مومن کیلئے اِس سے بڑی کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اُسے جنت الفردوس میں جگہ مل جائے اگرچہ جنت کا حصول ایک مشکل امر ہے مگر آقا کریم ﷺ نے اپنے بندوں پر کرم نوازی فرماتے ہوئے اہلِ اِیمان کو جنت کے حصول کیلئے ایک مختصر اور جامع عمل بتایا کہ تم اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرلو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

زبان کی حفاظت کس قدر ضروری ہے، اِس کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک روایت کے مطابق آقا کریم ﷺ کو اپنے اُمتیوں کے بارے سب سے زیادہ خوفناک چیز زبان کی حرکتیں ہیں۔
جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے۔

﴿عن سفيان بن عبدالله رضی اللہ عنہ قال قلت يارسول الله! ما اخوف ما تخاف

علی قال فاخذ بلسان نفسه فقال هذا﴾

[جامع ترمذی: کتاب الزھد، باب حفظ اللسان ومشکوۃ المصابیح: کتاب الآداب، الفصل الثانی: ۴۱۳]

''حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ میرے بارے کس چیز سے سب سے زیادہ خوفزدہ ہیں؟ تو آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر اشارہ کیا کہ اس سے۔''

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ چار بادشاہوں نے ایک ایک بات ایسی کہی جو گویا کہ تیر ہے جسے ایک کمان سے چلایا گیا ہو، کسریٰ بادشاہ نے کہا کہ مجھے نہ کہی ہوئی بات پر کبھی شرمندگی نہیں ہوئی، البتہ کہی ہوئی بات پر کئی دفعہ شرمندگی ہوئی، چین کے بادشاہ نے کہا کہ جب تک بات نہیں کہی، میں اُس کا مالک ہوں اور جب بات کہہ دی تو وہ میری مالک ہوگئی، قیصر روم نے کہا کہ کہی ہوئی بات کو رد کرنے کی نسبت نہ کہی ہوئی بات کو رد کرنا میرے لئے آسان ہے، ہندوستان کے بادشاہ نے کہا کہ تعجب ہے اُس شخص پر جس نے ایسی بات کہی جو اُسے نقصان ہی دے۔ [تنبیہ الغافلین: ۲۱۰]

رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو اُنہوں نے عرض کی کہ آقا! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں تو آقا کریم ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا یعنی اپنی زبان کی حفاظت کرنا، شاید آپ کو یہ بات معمولی لگی، اِسلئے پھر عرض کیا کہ آقا! نصیحت کیجئے، فرمایا کہ ''ثکلتک امک وھل یکب الناس فی النار علی وجوھھم الا حصائد السنتھم۔''

''تجھے تیری ماں روئے کہ لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل گرانے والی چیز اُن کی زبان کی کھیتیاں ہی ہوں گی۔'' [سنن ترمذی: ۲۶۱۶، سنن ابن ماجہ: ۳۹۷۳]

حضراتِ گرامی!

زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اِسی زبان کے ساتھ بندہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتا ہے، کلمہ طیبہ کا ذکر کرتا ہے، درود وسلام کے گجرے نچھاور کرتا ہے، سچ بولتا ہے، تلاوتِ قرآن کرتا ہے، نعتِ مصطفیٰ پڑھتا ہے یعنی کثیر اعمال اِس زبان کے ذریعے ہوتے ہیں، لہذا یہ ایک اہم عضو ہے اور اسی زبان کو اگر کنٹرول نہ کیا جائے اور بولتے وقت پرواہ نہ کی جائے تو اس سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور بعض اوقات انسان معمولی سا ایک کلمہ سمجھ کر زبان سے نکالتا ہے مگر وہی اُس

کی تباہی اور جہنم میں لے جانے کا سبب بن جاتا ہے، اِسلئے زبان سے بولتے وقت اِنتہائی اِحتیاط ضروری ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے۔

﴿عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: ان العبد ليتكلم بالكلمة من رضوان الله تعالیٰ لايلقی لها بالا يرفعه الله بها درجات وان العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله تعالیٰ لا يلقی لها بالا يهوی بها فی جهنم﴾

[صحیح بخاری: کتاب الرقاق،باب حفظ اللسان و مشکوۃ المصابیح: باب حفظ اللسان،الفصل الاول: ٤١١]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا بظاہر چھوٹا کلمہ ادا کرتا ہے جس کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اُسی کلمہ کی وجہ سے اُس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والا بظاہر چھوٹا کلمہ ادا کرتا ہے جس کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا مگر اُسی کلمہ کی وجہ سے اُسے جہنم میں گرا دیا جاتا ہے۔''

اِس حدیث مبارک سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ زبان کی گفتگو کس قدر اہم ہے کہ معمولی سی لاپرواہی سے انسان جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کے بارے منقول ہے کہ آپ صبح ہی اپنے پاس کاغذ قلم رکھ لیتے اور جو کچھ بولتے اُس میں لکھ لیتے اور یوں شام کو محاسبہ کرتے۔ [تنبیہ الغافلین: ۲۱۰]

حضرت فقیہ فرماتے ہیں کہ یہ تھا پرہیزگار لوگوں کا طریق کار، اِن کی گفتگو بھی حفاظت زبان کی خاطر ہوتی اور دنیا میں اپنا محاسبہ کرتے تھے، اِسی طرح ہر مسلمان کو چاہئے کہ آخرت کے محاسبے سے پہلے دنیا میں ہی اپنا محاسبہ کرلے کیونکہ دنیا کا حساب آخرت سے آسان ہے اور دنیا میں زبان کو محفوظ رکھنا اُخروی ندامت سے آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

نو رمضان

❁ روزہ اور قرآن ❁

حمداً لک یا ذالفضل والاحسان و صلوٰۃ وسلاما علی من ارسل الی کافۃ الخلق من الانس والجان وعلی الہ و صحبہ وعترتہ مادام الملوان: امابعد!

﴿ان ھذا القران یھدی للتی ھی اقوم﴾ [الاسراء:9،پارہ15]

﴿شھر رمضان الذی انزل فیہ القران﴾ [البقرہ185،پارہ3]

صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم الامین!

مولای صلی وسلم دائماً ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلھم

آنکھوں کو نور دل کو سرور ملتا ہے
قرآن پڑھنے سے رب غفور ملتا ہے
حرف حرف ہے اس کا نجاتِ بشر کا ضامن
نظامِ زیست بندگی کا شعور ملتا ہے
اُسی کے ذہن میں جلوہ فگن ہو فہمِ قرآن
جس کی ہر ہر سوچ میں عشقِ رسول ملتا ہے
ورق ورق پہ یہاں بکھرا ہے اِک لطفِ جدید
سطر سطر میں اور بین السطور ملتا ہے
ذوق بے دار کر کہتے سنا کہ اے آصف
وقف وقف پہ یہاں جلوۂ طور ملتا ہے

محترم قارئین!

خالق ارض وسمٰوات نے کائنات کی تمام مخلوقات کو عدم سے وجود میں لاکر افضلیت کا تاج خاک سے پیدا ہونے والے انسان کے سر کی زینت بنادیا اور پھر اسے رشکِ ملائکہ بنانے اور اس کے فطرتی حسن کو نکھارنے کے لئے انبیاء ورسل کی ترسیل کا وسیع وعریض سلسلہ قائم فرمایا جو ابوالبشر سیدنا آدم سے شروع ہوا اور خاتم الانبیاء، رحمت عالم، روح کائنات، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات والاتبار پر اختتام پذیر ہوا، اس سلسلے میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوسِ قدسیہ اِن پیکر خاکی کی رُشد وہدایت کے لئے مختلف اَدوار میں متعدد اَقوام وقبائل کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

خالقِ کائنات نے اِن میں سے بعض کی طرف مختلف کتب اور صحائف بھی نازل فرمائے جو ایسے اَحکام اور دساتیر پر مشتمل ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہوئے بغیر انسان قطعاً اپنے مقامِ رفیع تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا تھا، اِسے شرفِ انسانیت پانے اور بارگاہِ خداوندی میں مقرب بننے کے لئے اِن تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی دعوتِ عام دی گئی۔

اِن نازل شدہ کتب میں افضل ترین کتاب قرآن مجید فرقان حمید، برھان رشید ہے، جس طرح آقا کریم ﷺ ختم نبوت کا تاج سجائے ہوئے اِس صفحۂ گیتی پر قدم رنجا ہوئے، اِسی طرح قرآن حکیم بھی آخری کتاب کا شرف واِعزاز لئے آپ پر نازل ہوا، لہٰذا جب تک سلسلۂ لیل ونہار قائم ہے تو نبوت سیدہ آمنہ کے لال محمد عربی ﷺ کی ہوگی اور کتاب رشد وہدایت آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید ہوگی۔

جس طرح رسالت محمدی ﷺ ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے عام ہے، اِسی طرح قرآن مجید کی تعلیمات واَحکامات بھی سب زمانوں اور اَقوام کے لئے باعث ہدایت ہیں۔

یہ کلامِ اِلٰہی اپنے اندر اس قدر وسعتیں اور حکمتیں رکھتا ہے جو ساری کائنات کو محیط ہیں، یہ وہ کلام اِلٰہی ہے جو آقا کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، یہ وہ لاریب کتاب ہے جو انسانی زندگی کے تمام مسائل کے سلسلے میں رہنمائی کرتی ہے، یہ وہ عظیم کلام ہے جس میں تمام جدید وقدیم علوم کو بیان کردیا گیا ہے، یہ وہ کتاب ہدایت ہے جس کی عبارت کے اِعجاز کو دیکھ کر بڑے بڑے فصحائے عرب محوِ حیرت تھے اور جس کے معانی کی توسیع کو دیکھ کر عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

یہ وہ کتاب ہے جو گذشتہ اَقوام واَحوال کی خبر بھی دیتی ہے اور مستقبل میں پیش آمدہ حوادثات

وواقعات سے بھی باخبر کرتی ہے، اِس لاریب کتاب کی تعلیمات اِس قدر آفاقی ہیں کہ جس دل میں اُتر جاتی ہیں، اُس کے سینہ کو منور کر دیتی ہیں، اِس کے اَلفاظ میں اس قدر چاشنی ہے کہ جو ایک بار سن لیتا ہے اُس کے دل کی دنیا بدل کر رہ جاتی ہے، یہی وہ کتاب ہے جو اِس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی اور لکھی جانے والی کتاب ہے، یہی وہ لاریب سرچشمۂ ہدایت ہے جو پندرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ایک ایک حرف کے لحاظ سے محفوظ ہے کیونکہ اِس کو نازل اور حفاظت کرنے والا خود رب ذالجلال ہے۔

﴿ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون﴾

یہ وہ صحیفۂ اِنقلاب ہے جو اپنا تعارف خود بڑے ہی واضح اور اَحسن پیرائے میں بیان کرتا ہے کیونکہ جب قرآن کریم سے پوچھا گیا کہ تجھے کس نے نازل کیا؟ تو پارہ انیس میں ارشاد ہوا:

﴿ وانه لتنزیل من رب العالمین﴾

جب قرآن سے پوچھا گیا کہ تجھے کون لے کر آیا؟ تو قرآن نے جواب دیا :

﴿ نزل به الروح الامین﴾

جب قرآن سے پوچھا گیا کہ کس پر نازل کی گیا؟ تو قرآن نے جواب دیا :

﴿ علی قلبک لتکون من المنذرین﴾

جب قرآن سے پوچھا گیا کہ تجھے کس زبان مین اتارا گیا؟ تو قرآن نے جواب دیا:

﴿ بلسان عربی مبین﴾

جب قرآن سے پوچھا گیا کہ تجھے کس مہینے میں نازل کیا گیا؟ تو قرآن نے جواب دیا:

﴿ شهر رمضان الذی انزل فیه القران﴾

جب قرآن سے پوچھا گیا کہ تجھے دن کو نازل کیا گیا یا رات میں؟ تو قرآن نے جواب دیا:

﴿ انانزلناه فی لیلة القدر﴾

معلوم ہوا کہ قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جو اپنا مکمل تعارف پیش کرتی ہے اور جو مومنوں کے لئے باعث رشدو ہدایت ہے تو یقیناً اِس کتاب کو پڑھنے، دیکھنے، سمجھنے یاد کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا بے حدو حساب ثواب ہوگا، اِس بات کا اندازہ لگانے کے لئے چنداَحادیث کریمہ کا مطالعہ بے حد مفید ہوگا۔

حدیث: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

﴿قال رسول اللّٰہ : خیر کم من تعلم القران و علمه﴾

[صحیح بخاری کتاب التفسیر] ، [مشکوۃ المصابیح 183]

"رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔"

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

﴿قال رسول اللّٰہ ﷺ ایحب احدکم اذا رجع الی اھله ان یجد فیه ثلث خلفات عظام سمان ،قلنانعم ، قال فثلث ایات یقرؤبھن احدکم فی صلوته خیر له من ثلث خلفات عظام سمان﴾ [صحیح مسلم]،[مشکوۃ المصابیح:183]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر لوٹے تو تین بڑی بڑی موٹی حاملہ اونٹنیاں پائے ، ہم نے عرض کیا کہ ہاں! فرمایا کہ وہ تین آیات جو تم میں سے کوئی اپنی نماز میں پڑھتا ہے، وہ تین موٹی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔"

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع به اخرین]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے اقوام کو بلند کرتا اور دوسری قوم کو گراتا ہے۔" [صحیح مسلم]،[مشکوۃ المصابیح:184]

وہ زمانے میں معزز سے تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

محترم قارئین!

یہ بات حقیقت ہے کہ آج ہماری قوم پر جو زوال آیا ہے، اُس کا سبب صرف قرآن سے دوری ہے، آج ہمیں طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے، آج کا مسلمان پوری دنیا میں ذلیل خوار ہو رہا ہے، معاشرے میں اس کا وقار مجروح ہو چکا ہے، صرف اِس لئے کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا، آج ہمارے گریجویٹ طبقے کو امریکہ، یورپ اور روس کا جغرافیہ تو یاد ہے، غیر ملکی سکالرز نپولین، لینن اور اسٹالین کی سوانح عمری تو یاد ہے مگر قرآن کا پیغام یاد نہیں ہے۔

درسِ قرآن اگر ہم نے نہ بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

حدیث: [صحیح بخاری، مشکوۃ المصابیح: 185] میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے ماہ رمضان میں مال زکوۃ پر محافظ بنایا تو رات کو ایک چور آیا اور چلو بھر کر غلہ لینے لگا تو میں نے اُسے پکڑ لیا ور کہا کہ میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا تو اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں اور شدید حاجت مند ہوں، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آقا کریم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! تمہارے رات والے چور کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے عیال دار ہونے اور شدید حاجت مند ہونے کی شکایت کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اس نے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا، جب دوسری رات ہوئی تو وہ چور پھر آ گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا تو اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں اور شدید حاجت مند ہوں، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آقا کریم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! تمہارے رات والے چور کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے عیال دار ہونے اور شدید حاجت مند ہونے کی شکایت کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اس نے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا، پھر جب تیسری رات ہوئی تو وہ پھر آ گیا، اب پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ یہ تیسری مرتبہ ہے، تو ہر دفعہ کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا مگر تم پھر آ جاتے ہو، اس چور نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ اللہ تمہیں نفع دے گا، پس جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی مکمل پڑھ لینا کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے تیری حفاظت کرے گی اور شیطان صبح تک تمہارے قریب نہیں آئے گا تو میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور صبح رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آقا کریم ﷺ نے پوچھا کہ تیرے رات والے چور کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ [اما انہ صدقک وھو کذوب وتعلم من تخاطب منذ ثلث لیال قلت لا قال ذاک

شیطان] ''بے شک اُس نے یہ بات سچی کہی ہے اگر چہ وہ جھوٹا ہے اور تُو جانتا ہے کہ تین راتوں سے تیرا مخاطب کون تھا؟ عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔''

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم میں سے آیت الکرسی پڑھنے کی برکت ہے کہ انسان ساری رات شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

حدیث: (صحیح بخاری)،(صحیح مسلم)،(مشکوۃ:186) میں حضرت عائشہ سے روایت ہے۔

﴿ ان النبی ﷺ کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم رفث فیھما فقراء فیھما قل ھو اللّٰہ و قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس، ثم یمسح بھما استطاع من جسدہ یبدا بھما علی راسہ ووجھہ وما اقبل من جسدہ یفعل ذلک ثلث مرات ﴾

''رسول اکرم ﷺ رات کو جب بھی اپنے بستر مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے ہتھیلیاں اکٹھی کرتے پھر ان میں پھونک مارتے اور ان میں سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ ناس پڑھتے اور پھر دونوں کو اپنے پورے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا ملتے، آپ اپنے سر اور چہرے سے شروع فرماتے اور نیچے کو آتے جاتے، پس آپ یہ عمل تین دفعہ کرتے۔''

حدیث: (صحیح بخاری)،(صحیح مسلم)،(مشکوۃ:186) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿ قال ان رجلا قال یا رسول اللّٰہ! انی احب ھذہ السورۃ قل ھو اللّٰہ احد، قال ان حبک ادخلک الجنۃ ﴾

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! بے شک میں اس سورۃ یعنی قل ھو اللہ کو پسند فرماتا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری یہ محبت تمہیں جنت میں داخل کرے گی۔''

حدیث: (بیہقی)،(مشکوۃ:173)،(مستدرک)،(کنز العمال:444/8) میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: الصیام والقران یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشھوات بالنھار فشفعنی فیہ و یقول القران منعتہ النوم بالیل

فشفعني فيه فيشفعان ﴾

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندے کی سفارش کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا، پس تو اس کے بارے میرے سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو سونے سے روکا، پس تو اس کے بارے میں سفارش قبول فرما، پس ان دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔''

معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ اس کو پڑھنے والے کی بروز قیامت سفارش کی جائے گی، آج ہم دنیا میں دوست بناتے ہیں مگر ہمارا دوست دنیا سے چلے جانے کے بعد ہماری مدد نہیں کرسکتا مگر قرآن وہ عظیم کتاب ہے کہ اگر ہم اس سے دوستی کرلیں گے تو یہ دنیا و آخرت اور قبر میں بھی دوستی کا حق ادا کرے گا کہ جب انسان قبر میں جاتا ہے، سارے رشتے ناطے تعلق ٹوٹ جاتے ہیں مگر قرآن وہاں بھی کام آئے گا جیسا کہ سنن ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک قبر سے سورۃ الملک کی آواز سنی تو حیران ہوکر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنی عرض پیش کی، حضور ﷺ نے فرمایا: [ھی المانعۃ المنجئۃ] تو نے صحیح سنا ہے کیونکہ قرآن کا یہ کمال ہے جو دنیا میں اس سے دوستی لگاتا ہے یہ قبر میں اس کے کام آتا ہے۔

ہے جس کی خلوتوں کا سہارا غم قرآن
وہ گوشۂ لحد میں بھی کبھی تنہا نہیں ہوتا

قرآن دلوں کے زنگ کو دور کرتا ہے

حدیث: (بیہقی)، (مشکوٰۃ: 189) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿ قال رسول اللّٰہ ﷺ ان ھذہ القلوب تصدا کما یصدا الحدید اذا اصابہ الماء قیل یارسول اللّٰہ! وما جلاء ھا قال کثرۃ ذکر الموت و تلاوتہ القران ﴾

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جیسا لوہے کو زنگ لگ جاتا جب اُسے پانی لگے، عرض کیا گیا یارسول اللہ! دلوں کے زنگ کو کیسے دور کیا جائے، فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرو اور تلاوت قرآن کرو۔''

دس رمضان المبارک

❁ فتح مکہ ❁

الحمد للّٰہ الذی لا مانع لحکمہ ولا ناقض لقضاءہ وقدرہ والصلوۃ والسلام علی سید انبیائہ وسند اولیائہ وعلی الہ واصحابہ وازواجہ واھل بیتہ اجمعین ۔ اما بعد !

﴿ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین ﴾

حضرات گرامی!

سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۹۶ تلاوت کی گئی جس میں ربِّ ذوالجلال نے اِرشاد فرمایا کہ ’’بے شک سب سے پہلے جو عبادت خانہ تعمیر کیا گیا لوگوں کیلئے وہی ہے جو مکہ میں ہے ، بڑا برکت والا اور ہدایت کا سرچشمہ ہے سب جہانوں کیلئے‘‘

شہر مکہ کو تقریباً پندرہ فضیلتیں حاصل ہیں ۔[۱] ۔اِس میں خانۂ خدا کعبۃ اللہ ہے ۔[۲] ۔مقامِ ابراہیم ۔[۳] ۔غارِ حرا ۔[۴] ۔غارِ ثور ۔[۵] ۔آبِ زم زم ۔[۶] ۔حضور کی جائے ولادت ۔[۷] ۔مہبطِ وحی ۔[۸] ۔نزولِ قرآن کا شہر مبارک ۔[۹] ۔ظہورِ اسلام کا مقدس مرکز ۔[۱۰] ۔کثیر انبیاء کرام اِس شہر میں مبعوث ہوئے ۔[۱۱] ۔کعبہ شریف کے اردگرد 300 انبیاء کرام کی قبور ہیں ۔[۱۲] ۔حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان ستر انبیاء کرام کی قبور ہیں ۔[۱۳] ۔حجرِ سود ۔[۱۴] ۔صفا و مروہ ۔[۱۵] ۔جنت المعلی قبرستان جس سے بروزِ قیامت 70 ہزار بغیر حساب کتاب اُٹھائے جائیں گے ۔ [تاریخ مکہ: ۱/۷۶]

اِن تمام خصوصیات میں سے اہم خصوصیت مکہ میں کعبہ شریف ہے جو اِس قدر عظمتوں کا مالک ہے کہ جو اِس میں داخل ہو جاتا ہے ، وہ اَمن پالیتا ہے ۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

روزانہ 120 رحمتیں بیت اللہ شریف پر نازل فرماتا ہے جن میں سے 60 طواف کرنے والوں کیلئے، 40 نماز پڑھنے والوں کیلئے جبکہ 20 زیارت کرنے والوں کیلئے۔ [بیھقی]

کعبہ شریف یہ وہ مقدس گھر ہے جس کی تعمیر کا کثیر انبیاء کرام کو شرف حاصل ہوا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کا ذکر قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل .ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ﴾ [البقرۃ ۱۲۷]

''اور جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں بلند فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے ہمارے رب! تو ہماری طرف سے یہ قبول فرما، بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔''

﴿ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ﴾

''اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس غیر آباد وادی کے پاس رکھا۔''

تعمیر کعبہ کے متعلق تفسیر ابن کثیر ۲/۴۴۷ میں ہے۔

''ایک مستند روایت کے مطابق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ شریف کی تعمیر ملائکہ نے کی اور پھر کعبہ شریف کا فرشتوں نے طواف کیا، جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل کے ساتھ مکہ معظمہ گئے اور بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی۔

طوفانِ نوح کے بعد کعبہ شریف کی جگہ ایک سرخ ٹیلہ سا رہ گیا تھا، علامہ ابن کثیر نے لکھا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ طوفانِ نوح کے وقت اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کا رُخ مکہ مکرمہ کی طرف پھیر دیا جس میں 80 مرد و زن سوار تھے، اس کشتی نے شب و روز بیت اللہ شریف کے مقام پر طواف کیا۔

تفسیر مظہری اور تاریخ مکہ میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے طوفانِ نوح کے 400 سال بعد کعبہ شریف اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کیا، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے کعبہ کی تعمیر کے سلسلے میں کھدائی کی تو کعبہ شریف کی قدیم بنیادیں ظاہر ہوگئیں، تعمیر میں استعمال ہونے والے پتھر فرشتے پانچ مختلف پہاڑوں یعنی جبلِ طورِ سینا، طورِ زیتا، کوہِ لبنان، کوہِ جودی اور کوہِ حرا سے لائے، حضرت اسماعیل پتھر دیتے اور حضرت خلیل اللہ بیت اللہ شریف تعمیر کرتے جاتے۔

مگر صد افسوس! کہ اب یہ مقدس گھر سینکڑوں سال سے صنم کدہ بن گیا تھا، وہاں اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی بجائے پتھر سے گھڑے ہوئے سینکڑوں اندھے، بہرے، گونگے اور بے جان بتوں کی پوجا پاٹ بڑی دھوم دھام سے ہو رہی تھی۔

اِس مقدس گھر کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے اور برگزیدہ رسول کو مبعوث فرمایا، اِسی نبی مکرم نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پہلا خطبہ اِرشاد فرمایا تو اِس محسنِ انسانیت کے خلاف یکا یک نفرت وعداوت کے شعلے بھڑک اُٹھے، وہ ہستی جو اپنی سیرت کے حسن اور کردار کی پاکیزگی کے باعث اپنی قوم کی آنکھوں کا تارا بنی ہوئی تھی بفرطِ عقیدت سے جسے ہر شخص صادق و امین کے معزز لقب سے پکارتا تھا، وہ قوم اب اِن کے خون کی پیاسی ہوگئی، دن بھر رؤساءِ مکہ کی بیگمات جنگل سے کانٹے چُن کر لاتیں اور رات کے وقت اُس راہ پر بکھیر دیتی جس راہ پر سحری کے وقت آمنہ کے لال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چل کر اپنے حی وقیوم خدا کی بارگاہِ عزت وجلال میں اپنی جبینِ نیاز جھکانے کیلئے تشریف لے جاتے۔

روزِ بعثت سے لے کر 8ہجری تک یہ اِکیس سالہ عرصہ پیغمبرِ اِسلام اور صحابہ کرام کیلئے بڑا صبر آزما تھا، دعوتِ توحید کو ناکام بنانے کیلئے مخالفین کی کوششوں میں جتنی شدت آتی جاتی، داعیِ حق علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے جانثار صحابہ کرام کے جذبۂ جہاد میں اُسی قدر اِضافہ ہوتا جاتا، رسول اکرم ﷺ کے بے نظیر عزم واِستقلال اور فرزندانِ اِسلام کی سرفروشیوں نے قلیل عرصہ میں باطل کے ستونوں کو ہر میدان میں رُسواکن شکست سے دوچار کیا، چند سال میں ایسا اِنقلاب برپا ہوا کہ جزیرۂ عرب کے دُور اُفتادہ خطے بھی نورِ اِسلام سے جگمگا اُٹھے، شرک وکفر کے بڑے بڑے ستون از خود گرنے لگے، خالد بن ولید جیسی شخصیت جس نے صرف چند سال پہلے میدانِ اُحد میں اپنی عسکری عبقریت کے باعث لشکرِ اسلام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا، اب دوڑ دوڑ کر شمعِ مصطفوی پر پروانہ وار نثار ہونے لگے، رسول اکرم جن کو چند سال پہلے کفارِ قریش کی ریشہ دوانیوں سے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا، اب وہ وقت آ گیا کہ اللہ کا یہ محبوب بندہ دس ہزار کے لشکرِ جرار کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ شان وشوکت سے داخل ہوا اور اپنے جدِ امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ کعبہ کو کفر وباطل کی ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک کرے اور اُس میں قطار در قطار سجائے ہوئے بتوں کو بکمالِ حقارت وہاں سے

اُکھیڑ کر باہر پھینک دے۔

چنانچہ ہجرت کا آٹھواں سال تھا، رمضان شریف کی برکتوں اور سعادتوں والا مہینہ تھا اور اُس کی دس تاریخ تھی جب آپ مکہ مکرمہ کیلئے روانہ ہوئے اور ماہِ رمضان کی بیس تاریخ تھی جب مکہ معظمہ نے اپنے بند دروازے اللہ کے محبوب رسول ﷺ اور آپ کے غلاموں کے اِستقبال کیلئے کھول دیئے۔

فتحِ مکہ تاریخِ اِنسانیت کا مبارک ترین دن ہے، اِسی روز ضلالت وگمراہی میں صدیوں سے بھٹکنے والے کاروانِ انسانیت کو صراطِ مستقیم تک رسائی نصیب ہوئی، اِسی روز اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے درمیاں اوہام وخرافات، تعصب وہٹ دھرمی، جہالت وبربریت، نفس پرستی اور اندھی تقلید کے جتنے حجابات تھے، سب تار تار کر دیئے گئے، اِنسان کو خود شناسی اور خدا شناسائی کی نعمتِ عظمیٰ او رسعادتِ کبریٰ سے بہرہ ور کر دیا گیا، [جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا] فرمانِ اِلٰہی کی صداقتوں کا لوگوں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے بھی مشاہدہ کر لیا۔

غزوۂ فتحِ مکہ کے اسباب

گزشتہ سال حدیبیہ کے مقام پر فریقین کے درمیان جو صلح نامہ طے پایا تھا، اُس میں دیگر شرائط کے ساتھ یہ دو شرائط بھی تھیں۔

[۱]. فریقین دس سال تک ایک دوسرے کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔

[۲]. عرب کے دیگر قبائل کو اجازت دے دی گئی کہ جو قبیلہ جس فریق کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرنا چاہے، وہ کر لے، اِس پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

چنانچہ ہر قبیلے نے اپنی آزاد مرضی سے جس فریق کے ساتھ اپنے مستقبل کو وابستہ کرنا مناسب سمجھا، اُس کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر لیا، بنو کنانہ نے قریش کے ساتھ اور بنو خزاعہ نے رسول اکرم کے ساتھ دوستی کا معاہدہ طے کر لیا۔

عہد شکنی

صلح حدیبیہ کے بائیس ماہ بعد شعبان کے مہینہ میں قریش اور اُن کے حلیف قبیلے بنو بکر نے ایسی حرکت کی جس کے باعث حدیبیہ کا معاہدۂ صلح کالعدم ہو گیا، وہ حرکت یہ تھی کہ کفار کے قبیلہ بنو بکر

نے مسلمانوں کے قبیلہ بنوخزاعہ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا حتی کہ حدودِ حرم میں بھی کسی کو معاف نہیں کیا۔

اہلِ مکہ کو اس حرکت کی جرأت کیسی ہوئی؟

مؤرخین نے اِس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کے تین جرنیل شہید کر دیئے گئے تھے، حضرت خالد بن ولید بصد مشکل بچے کھچے مسلمانوں کو لاکھوں رومیوں کے نرغے سے نکال کر لے آئے تھے، اِس سانحہ نے اہلِ مکہ کو اِس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا کہ مسلمانوں کی قوت و طاقت کا اب جنازہ نکل گیا ہے، اب اِن میں یہ دم خم باقی نہیں رہا کہ ہم سے بر سرِ پیکار ہونے کی جسارت کر سکیں اگر ہم اِس معاہدہ کی خلاف ورزی بھی کریں گے تو مسلمانوں میں یہ جرأت نہ ہوگی کہ ہمیں دعوتِ مبارزت دے سکیں، لیکن اُن کی یہ سراسر غلط فہمی تھی اور اُن کی یہ غلط فہمی بہت جلد دور ہو گئی جب رحمتِ دوعالم نے اُن کی سرکوبی کیلئے فوری قدم اُٹھایا قریش کے سردار جو اسلام کی عداوت میں اندھے ہو چکے تھے، یہ غلطی کر تو بیٹھے مگر اب وہ پچھتانے لگے، رسول اکرم نے اُن کے سامنے تین تجاویز پیش کیں۔

[۱]. بنوخزاعہ کے مقتولوں کی دیت دو۔

[۲]. قبیلہ بنونفاثہ (جنھوں نے حملہ کیا تھا) سے اپنی دوستی کا معاہدہ ختم کر دو۔

[۳]. صلح حدیبیہ اعلانیہ ختم کر دو۔

یہ ایسی تجاویز تھیں جن میں اُن کی عزتِ نفس کو مجروح کیے بغیر امن و سلامتی کی دعوت دی گئی تھی، یہ تجاویز اِتنی منصفانہ اور کریمانہ تھی کہ کوئی غیر جانبدار شخص بھی اِن کو سخت کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا، اصل میں حضور ہرگز یہ نہیں چاہتے تھے کہ فریقین کے درمیان جنگ کے شعلے پھر بھڑک اُٹھیں۔

کفار نے سوچ و بچار کے بعد تیسری صورت اِختیار کی مگر وہ اندرونی طور پر اِس کے خوفناک نتائج سے پریشان ہونے لگے، چنانچہ اہلِ قریش نے ابوسفیان کو بُلا کر کہا کہ یہ معاملہ بہت نازک ہے اِسلئے تم کچھ کرو، تم مدینہ منورہ جاؤ اور رسول اکرم سے اِس معاہدہ کی تجدید اور مدت میں اِضافہ کی درخواست کرو۔

چنانچہ ابوسفیان مدینہ منورہ میں رسول اکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، بات چیت کی مگر حضور نے اِس کی بات کا جواب نہ دیا، پھر وہ خلفاءِ راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے پاس گیا و رامان طلب کی مگر

کسی نے حامی نہ بھری اور وہ خود ہی اَمان کا اعلان کر کے واپس چلا گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کرنے کیلئے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا اور چند دن بعد جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

ابوسفیان کا اسلام

ابوسفیان فتح مکہ سے قبل ہی اسلامی لشکر کی شان وشوکت اور حقانیت دیکھ کر مشرف با سلام ہو گیا، حضور نے آپ کو یہ اعزاز بخشا کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہوگا حرمِ کعبہ میں چلا جائے گا یا اپنا دروازہ بند کرلے گا تو اُسے اَمان ہوگا۔

مکہ میں داخلہ

چنانچہ ماہِ رمضان کی بیس تاریخ کو پیر کے دن دس ہزار مجاہدین کے لشکرِ جرار کے ساتھ بڑی شان وشوکت سے مکہ معظّمہ میں حضور اور آپ کے اَصحاب داخل ہوئے، حکم یہ تھا کہ اپنی تلواریں نیام میں رکھیں، خود کسی پر حملہ آور نہ ہوں اور اگر کوئی حملہ کرے تو اِس کا بقدرِ ضرورت جواب دیں۔

چنانچہ چند ایک جگہ پر لڑائی کے علاوہ بقیہ تمام لشکر اَمن کی حالت میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا، صورتِ حال یہ تھی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی ناقہ قصواء پر سوار تھے، یمن کی بنی ہوئی ایک چادر سر مبارک پر بطورِ عمامہ شریف بندھی ہوئی تھی، رحمتوں، سعادتوں اور برکتوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو اپنی جلو میں لئے حضور سرورِ کائنات نے سرزمین مکہ میں نزولِ اِجلال فرمایا۔

نبوت ورسالت کے بدرِ تمام کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے سارا مکہ اُمڈ آیا تھا، شہر کی گلیاں اور شاہراہیں، مکانوں کے دریچے اور چھتیں زیارت کے شائقین سے بھری ہوئی تھیں۔

سب لوگ سراپا شوق بنے ہوئے شرفِ دید حاصل کرنے کیلئے بے تاب تھے، اُس وقت فتح وکامرانی کی بارات کے اِس دولہا نے گردن جھکائی ہوئی تھی، پیکرِ عجز ونیاز بنے اپنے ربِّ کریم کی حمد وثناء میں مصروف تھے، جبینِ سعادت کجاوے کی سامنے والی لکڑی کو چھو رہی تھی، حضور ﷺ کے دائیں طرف ابوبکر صدیق اور بائیں طرف اُسید بن حضیر جبکہ آپ کا غلام زید بن حارثہ بیٹھا ہوا تھا۔

کعبہ شریف میں داخلہ

جب رسول اکرم ﷺ فتح و کامرانی کا پرچم لہراتے ہوئے بیت اللہ شریف کے قریب پہنچے تو اُس وقت کعبہ شریف میں 360 بت نصب تھے، اِنہیں قلعی کے ساتھ بڑی مضبوطی سے جکڑ دیا گیا تھا، ہادیٔ برحق ﷺ کے دستِ مبارک میں چھڑی تھی، زبانِ حق ترجمان سے [جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا] تلاوت فرمارہے تھے، اور چھڑی سے اُن بتوں کی طرف اِشارہ فرمارہے تھے، جس بت کی طرف اِشارہ فرماتے وہ منہ کے بل زمین پر اُوندھا گر پڑتا، پھر آپ طوافِ کعبہ سے فارغ ہوئے اور اعلانِ عام کیا، سب لوگ جمع ہو گئے۔

حضور ﷺ کا خطاب

پھر حضور ﷺ نے اہلِ قریش سے سوال کیا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ میں تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں، اہلِ قریش اِنتہائی شرمندگی میں ڈوبتے ہوئے عرض کی کہ ہم آپ سے خیر کی اُمید کرتے ہیں کیونکہ آپ کریم النفس اور مشفق ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آج میں تمہیں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔

﴿لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين اذهبوا وانتم الطلقاء﴾ [زاد المعاد: ۲/۳ ٤٤]

''آج تم پر کوئی باز پرس نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور ﴿لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين اذهبوا وانتم الطلقاء﴾ [زاد المعاد: ۲/۳ ٤٤]

''آج تم پر کوئی باز پرس نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، جاؤ تم آزاد ہو''

حضرات گرامی!

عفو و درگزر، جود و کرم کا جو بے مثال مظاہرہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا، انسانی تاریخ میں اِس

کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

اِس کی بلندی، پاکیزگی اور عظمت عدیم المثال ہے۔

یہ مژدہ جاں فزا اُس قوم کو سنایا جارہا تھا جنہوں نے آپ کو شاعر، ساحر اور کذاب کہا۔

جن سنگدلوں نے شعب ابی طالب میں آقا کریم ﷺ کو تین سال تک محصور رکھا۔

جن سفاکوں نے حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ کو شہید کر کے اُن کے کان، ناک کاٹ ڈالے

جن بدبختوں نے مدینہ کی ایک چھوٹی سی بستی پر دس ہزار کے لشکر جرار سے حملہ کیا تھا۔

یہ مژدہ اُن لوگوں کو سنایا گیا جنہوں نے آقا کریم کو مکہ مکرمہ میں عمرہ کرنے سے روک دیا تھا۔

یہ خوشخبری اُن لوگوں کو سنائی جارہی تھی جنہوں نے آقا کریم ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے اور جسمِ اقدس پر اوجھڑی پھینکی۔

ایسے ناہنجار لوگوں کو یہ مژدہ جانفزا اُس وقت سنایا جارہا ہے جب آقا کریم ﷺ کو مکمل فتح حاصل ہو چکی تھی اور مکہ کی فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا، آپ کے اِس عفوو کرم کا فائدہ یہ ہوا کہ فتح مکہ کے بعد صرف دس دنوں میں 20,000 ہزار قریشیوں نے اِسلام قبول کیا۔

اِسلام قبول کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جو قریشی اِسلام قبول کرنا چاہتا وہ حضرت سیدنا عمر فاروق کے سامنے سے گزرتا، کلمہ شہادت پڑھتا اور یہ وعدہ بھی کرتا کہ وہ آئندہ کسی پاک دامن عورت کے ساتھ بدکاری نہیں کرے گا، بدکاری سے اِجتناب کا اِعلان ہر مسلم کیلئے اِس لئے ضروری تھا کہ مکہ میں زنا کاری کا رواج عام تھا، اِسلئے ہر نو مسلم کیلئے جو پاکیزہ مسلم معاشرہ کا فرد بننا چاہتا تھا، اُس کیلئے ضروری تھا کہ وہ شہادتین کے اِعلان کے ساتھ یہ اِعلان بھی کرے کہ آئندہ اپنے دامنِ عفت کو ہرگز آلودہ نہیں ہونے دے گا، فتح مکہ کے بعد سرورِ دو عالم ﷺ پندرہ روز تک یہاں تشریف فرما رہے، حضور ﷺ کی طلعتِ زیبا کے نور کی کرنیں قلوب و اَذہان کو مطلعِ اَنوار بناتی رہیں، اِس عرصہ میں مکہ کے تقریباً تمام باشندوں نے اِسلام قبول کرلیا اور فرمانِ اِلٰہی [جاء الحق وزهق الباطل] کا دل اَفروز منظر مکہ کے گوشے گوشے میں دکھائی دینے لگا اور قرآن مجید کی غیبی خبر [اذا جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا] درست ثابت ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گیارہ رمضان

❁ عشرۂ ثانی: مغفرتِ ذنوب ❁

حمدًا لک یا ذاالجلال والاکرام و صلوۃ وسلاماً علی سید الانام وعلی الک و اصحابک الکرام اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم "ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔"

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم الامین!

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

محترم قارئین!

حدیث مبارک میں ہے کہ آقا کریم ﷺ نے ماہ رمضان کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿واوسطہ مغفرۃ﴾ [شعب الایمان:3/306]

یعنی اس کا دوسرا عشرہ گناہوں سے مغفرت کا ہے جو آج سے شروع ہو چکا ہے اور گناہ کے بارے میں رب ذوالجلال نے قرآن مجید فرقان حمید میں [سورۃ الانعام:121] میں ارشاد فرمایا:

﴿ وذروا ظاھرا الاثم و باطنہ﴾ "کہ تم ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو۔"

مفکر اسلام حضرت **پیر کرم علی شاہ** الازہری [تفسیر ضیاء القرآن:1/596] ارشاد فرماتے ہیں:

"ہر قسم کے گناہ، خواہ ان کا تعلق اعضاء جسمانی سے ہو یا دل سے، خواہ ان کا ارتکاب مجمع عام میں کیا جائے یا لوگوں سے چھپ کر کیونکہ گناہ اپنی ذات یا سوسائٹی کے حقوق کے پامال کرنے کا نام

ہے اور اسلام کسی صورت میں بھی نہ اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ اسے برداشت کرتا ہے، ایک پاک معاشرہ تب ہی معرض وجود میں آسکتا ہے جب اس کے افراد کے ظاہری اعضاء بھی کسی پر زیادتی نہ کریں اور ان کے دل بھی برے خیالات سے پاک ہوں، ان کی جلوت وخلوت یکساں طور پر پاکیزہ ہوں۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب چھپ کر زنا کرنے کو حلال سمجھتے تھے، آج بھی یورپ کا تمدن گناہ کی اس تفریق کا قانونی طور پر معترف ہے مگر اسلام جس معاشرے کی تشکیل کے لئے کوشاں ہے وہاں گناہ کی کوئی گنجائش نہیں، جلوت وخلوت یکساں، ظاہر وباطن دونوں پاک ہونے چاہئیں"۔

محترم قارئین!

ماہ رمضان کا عشرہ مغفرت ہم سے یہی تقاضا کرتا ہے کہ تم اپنے گناہوں سے پاک ہوجاؤ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو، اب سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ کام اچھا ہے یا برا، نیک ہے یا بد؟ یعنی گناہ کی پہچان کیسے ہوگی؟ تو آیئے گناہ کی معرفت کے لئے مختلف علماء کرام کے اقوال ملاحظہ کریں۔

[۱]: بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنا یعنی احکام شریعت پر عمل نہ کرنا گناہ ہے۔

[۲]: رسول اکرم شفیع دو عالم ﷺ سے ایک صحابی نے سوال کیا کہ:

[ما الاثم؟ قال اذا حاک فی نفسک شئی فدعه] (رواہ احمد و مشکوۃ عن ابی امامہ: 160)

"گناہ کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز تیرے دل میں کھٹکے پس تو اسے چھوڑ دے۔"

[۳]: علامہ راغب اصفہانی [اثم] کا معنی لکھتے ہیں: "اثم ان افعال کو کہتے ہیں جو ثواب کو ساقط کرنے کے موجب ہوتے ہیں"۔ (المفردات: 10، ایران)

[۴]: علامہ فیروز آبادی (القاموس المحیط: 99/4) میں فرماتے ہیں کہ "اثم کا معنی ہے، ذنب یعنی گناہ اور ہر ناجائز کام کو اثم کہتے ہیں۔"

[۵]: "حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ نیکی اچھے اخلاق ہیں اور گناہ وہ کام ہے جو تمہارے دل میں اضطراب پیدا کرے اور جس کام پر تم لوگوں کو مطلع ہونے کو ناپسند کرو۔"

(صحیح مسلم:6396) ، (سنن ترمذی:2396) ، (ابن ماجہ:397)

ان تمام روایات سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ گناہ وہ ہے جس پر بندے کا دل مطمئن نہ ہو اور جس سے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی نافرمانی ہوتی ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ گناہ کی کتنی اقسام ہیں جن سے بچنا ایک مومن کے لئے ضروری ہے؟

گناہ کی دو قسمیں ہیں: (۱): صغیرہ (۲): کبیرہ

کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟

علامہ ابن نجیم نے کبیرہ گناہ کی تعریف میں چالیس اقوال نقل کئے ہیں، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے آٹھ اقوال ذکر کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس سے پتہ چلے کہ کرنے والے کا دین کے ساتھ خیال و دھیان کم ہے۔

ایک یہ بھی تعریف کی گئی ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر حد واجب ہو یا جس کی طرف قرآن وحدیث میں وعید وارد ہوئی ہو۔

بعض علماء تو کہتے ہیں کہ سب گناہ ہی کبیرہ ہیں کیونکہ گناہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کا سبب ہے مگر جمہور علماء فرماتے ہیں کہ کچھ گناہ صغیرہ ہیں اور کچھ کبیرہ ہیں، اس کی دلیل قرآن حکیم کا یہ ارشادِ گرامی ہیں:

[ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیئاتکم] (النساء:31)

”اگر تم اُن بڑے گناہوں سے بچتے رہے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے (چھوٹے) گناہوں کو معاف کردیں گے۔“

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ کچھ گناہ صغیرہ اور کچھ کبیرہ ہوتے ہیں۔

کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟

علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب ”الزواجر عن اقتراف الکبائر“ میں 467 کبیرہ گناہ ذکر کئے ہیں۔

کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟

چند ایک کے نام یہ ہیں: شرک باللہ، تکبر، غیبت، جھوٹ، نماز چھوڑنا، شراب نوشی، زنا کاری، جادو، قتل، والدین کی نافرمانی، روزہ چھوڑنا وغیرہ۔ (مشکوٰۃ:17)

صغیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟

صغیرہ گناہ وہ ہے جس پر شریعت میں وعید نہ آئی ہو یعنی اس کی کوئی خاص سزا بیان نہ کی گئی ہو، کسی نیکی، عبادت الٰہی، روزہ نماز، صدقہ وغیرہ کی برکت سے یہ گناہ زائل ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے: ''جو شخص کامل وضو کرتا ہے تو اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے''۔

صغیرہ گناہ کتنے ہیں؟

علامہ ابن نجیم مصری نے 125 صغیرہ گناہ ذکر کئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، نماز پڑھنے والے کی طرف رخ کرنا، مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا وغیرہ۔

کبیرہ گناہ کیسے زائل ہوگا؟

کبیرہ گناہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱): حقوق اللہ (۲): حقوق العباد

(۱): وہ گناہ جو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہوں اسے حقوق اللہ کہتے ہیں اور اس کے لئے توبہ کرنا ضروری ہے اور توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے استغفار کرے، دل میں ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد ہو، اگر ان شرائط کے ساتھ توبہ کی جائے تو اس کی جگہ سے اٹھنے سے وہ بخشش اور مغفرت کا حقدار بن جاتا ہے، البتہ فرائض کو چھوڑنے کی صورت میں ان کی قضاء کرنا پڑے گی۔

(۲): وہ گناہ جو بندے اور بندے کے درمیان ہو، اسے حقوق العباد کہتے ہیں، حقوق العباد کی معافی ایک ہی صورت میں ہے کہ صاحب حق سے اپنا حق معاف کروالے، جب تک وہ راضی نہ ہوگا، اللہ بھی اس سے راضی نہ ہوگا۔ **(تنبیہ الغافلین:158/1)**

گناہ کے دس عیوب

گناہ میں دس قسم کی برائیاں ہیں: جیسا کہ حضرت ابو اللیث سمرقندی **(تنبیہ الغافلین: 358)** میں فرماتے ہیں کہ گناہ میں دس عیب موجود ہیں:

(۱): بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اپنے خالق کو خود پر ناراض کرتا ہے جبکہ وہ اسے پکڑنے پر قادر ہوتا ہے۔

(۲): گناہ کی وجہ سے دشمن خدا جو اللہ کا مبغوض ہے یعنی شیطان خوش ہوتا ہے۔

(۳): خود کو جنت جیسی حسین جگہ سے محروم کرتا ہے۔

(۴): جہنم جیسی بری جگہ کے خود کو قریب کرتا ہے۔

(۵): اپنے محبوب نفس پر ظلم کرتا ہے۔

(۶): اپنے دل کو گندہ کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے پاکیزہ بنایا۔

(۷): اپنے دوستوں یعنی محافظ فرشتوں کو تکلیف دیتا ہے۔

(۸): رات دن کو اپنے خلاف گواہ بنالیتا ہے۔

(۹): انسان اور دوسری مخلوقات عالم سے خیانت کرتا ہے۔

(۱۰): سب سے بڑھ کر یہ کہ آقا کریم ﷺ کو قبر انور میں ایذا دیتا ہے۔

محترم قارئین!

انسان سے گناہ تو ہو ہی جاتا ہے مگر عقل مندی یہ ہے کہ انسان گناہ پر قائم نہ رہے بلکہ فوراً توبہ کرلے، رب تعالیٰ سے گناہ کی مغفرت طلب کرلے کیونکہ گناہ پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے صغیرہ بھی کبیرہ ہوجاتا ہے اور گناہ کی بخشش طلب کرنے سے کبیرہ بھی ختم ہوجاتا ہے، جیسے کہ فقیہ ابوالليث سمرقندی (تنبیہ الغافلین: 174) میں ایک صحابی کا قول نقل فرماتے ہیں:

[لا صغيرة مع الاصرار ولا كبيرة مع الاستغفار]

"ڈٹے رہنے سے گناہ صغیرہ نہیں رہتا اور استغفار کرنے سے گناہ کبیرہ نہیں رہتا۔"

اسی طرح قرآن مجید فرقان حمید میں بھی کثیر مقامات پر گناہوں کی مغفرت کا ذکر کیا گیا ہے تقریباً 248 آیات میں مغفرت ذنوب کا ذکر کیا گیا ہے، چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: [والذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون، اولئك جزاء هم مغفرة من ربهم و جنات تجرى من تحتها الانهر خالدين فيها ونعم اجر العاملين] (آل عمران:135)

"اور وہ لوگ جو کھلا گناہ کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، وہ اللہ کا ذکر کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اور گناہوں کو تو صرف اللہ ہی بخشتا ہے اور جو لوگ اپنے کیے ہوئے گناہ پر جان کر ڈٹے نہیں رہتے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسے باغات ہیں جن کے

نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور کتنا اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کیلئے۔''

[ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذٰلک لمن یشاء]

''بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے بخش دیتا ہے۔'' **(سورۃ النساء: 47)**

[انما التوبۃ علی اللّٰہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولٰئک یتوب اللّٰہ علیھم...... ولیست التوبۃ للذین یعملون السیاٰت حتّٰی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئٰن ولا الذین یموتون وھم کفار]

''بے شک اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا ہے جو نادانی سے گناہ کرتے، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے.............. اور لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو برے عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان کے پاس موت آجائے تو کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور ان لوگوں کی بھی توبہ قبول نہیں جو کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں۔'' **(سورۃ النساء: 17)**

اس آیت کریمہ کے مفہوم سے ظاہر ہوا کہ جو مومن گناہ کر کے فوراً توبہ کر لے اور اپنے گناہ پر ڈٹا نہ رہے تو اس کے گناہ کو معاف کر دیا جائے گا جبکہ وہ شخص جو مرتے وقت یا حالت کفر میں مر جائے تو اس کے گناہ معاف نہیں ہوں گے۔

محترم قارئین!

یہ ماہ رمضان کا عشرہ مغفرت ہے، بندوں کو رب کی طرف سے بخشش کے پروانے جاری کئے جاتے ہیں، رب تعالیٰ بہت مہربان ہے، رحم کرنے والا ہے، بندے پر ضرور کرم فرماتا ہے اور جب بندہ رب کی طرف گناہوں سے تائب ہونے کے لئے رجوع کرتا ہے تو اگر چہ اس کے گناہ زمین و آسمان کے برابر کیوں نہ ہوں، رب تعالیٰ ان کو معاف فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ **(مکاشفۃ القلوب: 121)** میں ہے:

''ایک دن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اکرم ﷺ نے پوچھا، اے عمر! کیوں روتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ! دروازہ پر ایک نوجوان کھڑا رو رہا ہے، اس نے میرا دل جلا کے رکھ دیا، حضور ﷺ نے فرمایا اسے اندر لاؤ، راوی کہتے ہیں وہ روتا ہوا اندر آیا، حضور ﷺ نے پوچھا، اے نوجوان! کیوں روتے ہو؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! گناہوں کی کثرت مجھے رلاتی ہے جو جبار مجھ سے ناراض ہے، اس سے ڈر رہا ہوں، حضور ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ کیا ناحق کسی کو قتل کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تیرے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ ساتوں زمینوں، آسمانوں اور پہاڑوں کے برابر بھی ہوں گے۔ اس نے عرض کی، یارسول اللہ! میرا گناہ بڑا ہے، حضور ﷺ نے پوچھا کیا تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرا گناہ بڑا ہے، آپ نے پوچھا کہ تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا کہ میرا گناہ بڑا ہے، آپ نے پوچھا کہ تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرے خدا کا عفوو درگزر؟ اس نے عرض کی کہ اللہ اعظم واجل ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ گناہ عظیم کو رب عظیم ہی معاف فرمائے گا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنا گناہ بتاؤ، اس نے عرض کی، یارسول اللہ! مجھے آپ سے حیا آتی ہے، آپ نے فرمایا کہ بتا دو، اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں سات برس سے قبروں سے کفن چوری کر رہا ہوں حتی کہ انصار کی ایک لڑکی وفات پا گئی، میں نے قبر کھود کر کفن اتار لیا، ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ شیطان مجھ پر غالب آ گیا، میں نے لوٹ کر اس کے ساتھ بدکاری بھی کر ڈالی، پھر میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ وہ لڑکی کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ اے نوجوان! تو ہلاک ہو جائے، کیا تو حساب کرنے والے حکمران سے نہیں شرماتا؟ جو ظالم سے مظلوم کا حق وصول کرے گا، تو نے مردوں کے گروہ میں مجھے ننگا کر دیا اور مجھے حالت جنابت میں اللہ کے سامنے چھوڑ کر چلا جا رہا ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جھپٹ کر اس کی گدی پر مارا اور فرمایا کہ ادھر سے نکل جاؤ، اے فاسق! تو کس قدر آگ کا مستحق ہے؟ وہ نوجوان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوا نکل گیا اور چالیس راتوں تک توبہ کرتا رہا، جب چالیس راتیں مکمل ہو گئیں تو سر آسمان کی جانب اٹھا کر التجا کی کہ اے محمد، آدم اور ابراہیم کے الٰہ! اگر تو نے مجھے بخش دیا ہے تو اس کے متعلق حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ کو آگاہ فرما دے اور اگر معاف نہیں کیا تو آسمان سے بجلی بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے نجات عطا فرما، راوی فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد ﷺ آپ کو اللہ سلام بھیج رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کیا آپ نے مخلوق پیدا کی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہی تو ہے جس نے مجھے بھی اور مخلوق کو بھی پیدا فرمایا ہے اور مجھے اور مخلوق کو وہی رزق دیتا ہے، جبرائیل امین نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرما رہا ہے کہ میں اس نوجوان کی توبہ کو قبول فرما لیا ہے، حضور ﷺ نے اس نوجوان کو بلایا اور اسے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول فرما لیا ہے۔

بارہ رمضان

۞ روزہ اور زکوٰۃ ۞

نحمدک یا من الیہ المشتکی فی المصائب والنوائب و نصلی ونسلمک یا من علیہ یرسل الجبلُ والشجرو الملائکۃُ الصلوٰۃَ والسلامَ و علی الک واصحابک و ازواجک اجمعین، امابعد [واقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ]

صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم الامین ﷺ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

محترم قارئین!

فرائض و ارکانِ اسلام میں نماز کے بعد دوسرا اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآنِ مجید میں بیاسی مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم یکجا وارد ہوا ہے، شریعتِ مطہرہ میں زکوٰۃ کی اہمیت اِس بات سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ آقا کریم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد سرزمینِ عرب میں ہر طرف فتنوں نے سر اٹھایا جن سے اسلامی ریاست کو نازک ترین صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا، اس سنگین صورتِ حال میں اہلِ اسلام کے لئے سب سے بڑا چیلنج منکرینِ زکوٰۃ کا تھا۔

اسلامی تاریخ کے اس نازک مرحلے میں امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر نے کمال جراتِ ایمانی سے اکثر صحابہ کرام کے مشوروں کے برخلاف اس بات کا بانگِ دُہل اعلان کیا کہ جو کوئی نماز اور

زکوٰۃ میں کسی قسم کی تفریق اور امتیاز روا رکھے، میں اُس کے خلاف اعلانِ جہاد کروں گا، چنانچہ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر نے باغیانِ زکوٰۃ کے خلاف علی الاعلان جہاد کیا اور ان کی تلوار اس وقت تک نیام میں نہیں آئی جب تک منکرینِ زکوٰۃ کا فتنہ ختم نہیں ہوا۔

اہمیتِ زکوٰۃ کی **دوسری وجہ** یہ ہے کہ یہ فرض دو جہتی عبادت ہے، اگر ایک طرف حکمِ خداوندی کی تکمیل کا سبب ہے تو دوسری طرف اس عبادت کے ذریعے معاشرے کے پسماندہ اور نادار افراد کی ضرورتوں کو پورا کر کے معاشرتی زندگی میں باہم میل جول اور ہمدردی و غمگساری کے جذبات کو فروغ دیا جاتا ہے۔

اہمیتِ زکوٰۃ کی **تیسری وجہ** یہ ہے کہ زکوٰۃ کا تعلق اقتصادیات سے ہے، یہ اسلام کے اقتصادی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، ایتائے زکوٰۃ کے پیچھے یہ فلسفہ کارفرما ہے کہ اسلامی حکومت معاشرے کو ایسا اقتصادی و معاشی نظام، طرزِ زندگی اور سماجی ڈھانچہ مہیا کرے جس سے حرام کمائی کے راستے مسدود ہو جائیں اور رزقِ حلال کے دروازے کھل جائیں، اس لئے شریعت مطہرہ نے ہر صاحبِ مال پر یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ سالانہ بنیادوں پر اپنے جمع شدہ اموال میں سے اڑھائی فیصد کے حساب سے مال نکال کر اجتماعی طور پر حکومت کے بیت المال میں جمع کروا دے تاکہ وہ اسے معاشرے کے نادہندہ اور محتاج افراد کی ضروریات پوری کرنے پر صرف کر سکے۔

اس طریقے سے اگر اہلِ ثروت اور مالدار افراد اپنے سال بھر کے اندوختہ اور مال سے اپنا اپنا حصہ نکالتے رہیں تو اس طرح نہ صرف ان کی کمائی حلال اور اُن کا مال و متاع آلائشوں سے پاک وصاف ہو جائے گا بلکہ معاشرے میں پائی جانے والی معاشی ناہمواریاں بھی از خود دور ہوتی جائیں گی۔

زکوٰۃ کا سب سے بڑا مقصد اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے معاشرے کے نادار اور غریب افراد کی معاونت ہوتی ہے کیونکہ معاشرہ اس وقت تک صحیح خطوط پر ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس معاشرے کے غرباء و فقراء کی حالت درست اور ٹھیک نہ ہو، اسلام نے اسلامی معاشرہ کو پائیدار اور صحیح خطوط پر چلانے کیلئے ایک مذہبی حکم صادر کیا جس کا نام زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ کی اِسی اہمیت کے پیشِ نظر قرآن و سنت میں بے شمار مقامات پر زکوٰۃ کی فرضیت، اس کی اہمیت، زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی فضیلت اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے برے انجام کو ذکر کیا گیا ہے.

آیئے پہلے چند آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت کا مشاہدہ کریں:

آیت (۱): [واقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکٰوۃ]

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

آیت (۲): [والذین ھم للزکٰوۃ فاعلون] (سورۃ المومنون:4)

''اور وہ لوگ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔''

آیت (۳): [خذ من اموالھم صدقۃً تطھرھم] (سورۃ التوبہ:11)

''آپ ان کے اموال سے زکوٰۃ لیں جو ان کو خوب ستھرا کر دے۔''

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا انجام

آیت (۴): [والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب الیم،یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم، ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون] (سورۃ التوبہ:34)

''اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، پس آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنائیں،اس دن انہیں جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا پس آگ کے ذریعے ان کی پیشانیاں،ان کے پہلو اوران کی پشتیں داغی جائیں گی (اوران سے کہا جائے گا) کہ یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا، پس تم چکھو (عذاب اس کا) جو تم جمع کرتے تھے۔''

آیت (۵): [ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہٖ ھو خیر لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ] (سورۂ اٰل عمران:180)

''اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال کے ساتھ جو انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کیا، یہ کہ وہ مال ان کیلئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کیلئے برا ہے،عنقریب انہیں طوق پہنایا جائے گا روزِ قیامت اس مال کا جس کے ساتھ وہ بخل کرتے تھے۔''

ان دونوں آیات سے معلوم ہوگیا کہ جو افراد اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور مال جمع کرتے رہتے ہیں تو یہ مال ان کے لئے قیامت کے دن وبالِ جان بن جائے گا اور انہیں جہنم کی سخت

سزا کا سامنا ہوگا۔

اب چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث (۱): حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: [**قال رجل یارسول اللّٰہ ! ارایت الذی ان ادی الرجلُ زکاۃَ مالہ؟ فقال : من ادی زکوۃ مالہ فقد ذھب عنہ شرہ**]

(حاکم فی المستدرک: 1439,547/1) ، (طبرانی فی المعجم الاوسط: 1579,161/2) ، (ہیثمی فی مجمع الزوائد: 63/3)

''ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ کا کیا حکم ہے اگر کوئی شخص اپنے مال سے زکوۃ ادا کرتا ہے؟ تو حضور نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مال کی زکوۃ کی ادائیگی کی تو اس کے مال سے شر چلا جائے گا۔''

حدیث (۲): [**عن الحسن قال قال رسول اللّٰہ : حصنوا اموالکم بالزکوۃ**]

(ابوداؤد فی السنن: 133)، (طبرانی فی المعجم الاوسط: 1923:279/2)، (بیہقی فی شعب الایمان: 2/ 272)

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے مالوں کو زکوۃ کے ذریعے قید کرلو۔''

حدیث (۳): [**عن علقمۃ رضی اللہ عنہ قال: فقال لنا رسول اللّٰہ ﷺ ان اتمام اسلامکم ان تؤدوا زکوۃ اموالکم**]

(المنذری فی الترغیب والترھیب: 1113:301/1) (الہیثمی فی مجمع الزوائد: 62/3)، (طبرانی فی المعجم الکبیر: 8/ 18)

''حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ بے شک تمہارے اسلام کی تکمیل یہ ہے کہ تم اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرو۔''

ان احادیث مبارکہ سے بھی زکوۃ کی فضیلت واہمیت اجاگر ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکوۃ کے ذریعے انسان کا مال محفوظ اور ہر طرح کے شر سے پاک ہوجاتا ہے، اسلئے زکوۃ کا معنی بھی یہی خبر دیتا ہے۔

زکوۃ کا لغوی معنی

لسان العرب میں ہے کہ زکوۃ کا معنی ہے، طہارت اور نمو یعنی نشو ونما یعنی جس وقت کوئی مومن زکوۃ دیتا ہے تو اس کے مال کو طہارت اور پاکیزگی مل جاتی ہے اور اس کا مال بڑھتا رہتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: [**یمحق اللّٰہ الربا و یربی الصدقات**]

''اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔''

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
معنوں کو مال و دولت کا بناتا ہے امین

زکوٰۃ کا دوسرا مفہوم نشو ونما پانے، بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا ہے جیسے وہ کھیتی جو بہت بڑھ رہی ہو اور پھل پھول لا رہی ہو تو اس کے بارے کہا جاتا ہے (زکا الزرع) یعنی کھیتی نے نشو ونما پائی۔

اس مفہوم کو پیش نظر رکھیں تو زکوٰۃ کا اطلاق اس مال پر ہوتا ہے جسے راہ خدا میں خرچ کرنے سے اس میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ وہ خدا کا فضل اور برکت شامل ہونے کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے۔

زکوٰۃ اپنے مفہوم کے اعتبار سے وہ میل کچیل ہے جسے نکال دیا جائے تو دولت آلودگی سے پاک ہو جاتی ہے، یہ صرف ان مستحقین کا حق ہے جن کی تفصیل قرآن وسنت میں صراحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے، زکوٰۃ کا حق حقوق العباد کے زمرے میں آتا ہے، اگر اسے صحیح طریقے اور صحیح جگہ پر استعمال کیا جائے تو اس کی ادائیگی اتنی بڑی نیکی ہے جس سے بے شمار برکتیں پیدا ہوتی ہیں۔

زکوٰۃ کے فوائد

علماء کرام نے زکوٰۃ کے بیشمار فوائد بیان کیے ہیں، چند ایک کا ذکر ہم بھی کرتے ہیں۔

فائدہ[۱]: زکوٰۃ کی ادائیگی سے غرباء کی حالت بہتر ہو جاتی ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

فائدہ[۲]: زکوٰۃ کی ادیگی سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھ جاتا ہے، چنانچہ پارہ: 23 میں ارشاد ہوتا ہے: **[وما انفقتم من شئی فھو یخلفه وھو خیر الرازقین]**

''جو کچھ تم خرچ کرو گے پس اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اور مال عطا کرے گا اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور مال رکھ دے گا بلکہ جتنا خرچ کیا اس سے کئی گنا زیادہ مال عطا کرے گا۔

چنانچہ پارہ:3 میں ارشار باری تعالیٰ ہے:

[مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مأة حبة واللّٰہ یضاعف لمن یشاء واللّٰہ واسع علیم]

''ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس دانے کی طرح ہے جس

نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے جس کیلئے چاہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا علم والا ہے۔"

فائدہ[۳]: زکوٰۃ ادا کرنے سے حرص اور بخل کا خاتمہ ہوتا ہے۔

حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخیل کے دیکھنے اور ملنے سے قلب کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا زکوٰۃ کی وجہ سے انسان بخل سے نجات حاصل کرلیتا ہے۔

فائدہ[۴]: زکوٰۃ ادا کرنے والا غرباء پر احسان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے چنانچہ پارہ: 21 میں ارشاد ہوتا ہے:

[**واللّٰہ یحب المحسنین**] "اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

فائدہ[۵]: زکوٰۃ ادا کرنے والے کی اللہ تعالیٰ حاجت روائی فرماتا ہے کیونکہ اس نے غرباء کی حاجت روائی کی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [**من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ**]

"جو اپنے بھائی کی حاجت دور کرنے میں مصروف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح:422)، (صحیح بخاری، ابواب المظالم 330/1)، (صحیح مسلم، کتاب البر:320/2)، (سنن ترمذی، کتاب الحدود 171/1)، (سنن ابی داؤد، کتاب الادب:322/2)

فائدہ[۶]: زکوٰۃ ادا کرنے والا غرباء و مساکین کی دعاؤں کا مستحق ہو جاتا ہے اور ان غرباء و مساکین کی وجہ سے خدا کی مدد حاصل ہوتی ہے اور انسان کا رزق بڑھتا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:

[**عن مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل تنصرون و ترزقون الا بضعفاء کم**]

"حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری مدد نہیں کی جاتی اور تمہیں رزق نہیں دیا جاتا مگر تم میں سے کمزوروں کے وسیلے سے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد 405/1)، (سنن ترمذی، ابواب فضائل الجہاد 203/1)، (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد 356/1)

محترم قارئین!

آپ نے دیکھا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے کس قدر فوائد و ثمرات ہیں اور عقل مند انسان کی

علامت یہی ہے کہ وہ دنیا و آخرت کے فوائد کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے، چونکہ زکوۃ ہر شخص پر فرض نہیں ہے بلکہ صاحب نصاب مالدار پر فرض ہے اوراس کی ادائیگی ہر سال کی جاتی ہے، اس کی ادائیگی کا بہترین وقت ماہ رمضان ہے کیونکہ اس ماہ میں نیکیوں کا ثواب کئی گناہ بڑھا دیا جاتا ہے تو اسی طرح جو شخص اس ماہ میں زکوۃ کی ادائیگی کرے گا تو اسے ماہ رمضان کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔

زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کا انجام

مکاشفۃ القلوب میں سیدنا امام غزالی نقل فرماتے ہیں:

تابعین کی ایک جماعت حضرت ابی سنان کی زیارت کے لئے آئی، جب ان لوگوں کو وہاں بیٹھے کچھ دیر ہوگئی تو حضرت ابی سنان نے کہا کہ ہمارا ایک ہمسایہ فوت ہوگیا ہے، چلو تعزیت کے لئے اس کے گھر چلیں محمد بن یوسف الفریابی کہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ روانہ ہوگئے اوراس کے بھائی کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بہت آہ و بکا کر رہا تھا، ہم نے اسے کافی تسلیاں دیں، صبر کی تلقین کی مگر اس کی گریہ وزاری برابر جاری رہی، ہم نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ہر شخص کو آخر مرنا ہے؟ وہ کہنے لگا یہ صحیح ہے مگر میں تو اپنے عذاب پر رو رہا ہوں، ہم نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیب سے تمہارے بھائی کی خبر دی ہے؟ کہنے لگا کہ نہیں بلکہ ہوا یوں کہ جب سب لوگ میرے بھائی کو دفن کر کے چلے گئے تو میں وہیں بیٹھا رہا، میں نے اس کی قبر سے آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا، آہ! وہ مجھے تنہا چھوڑ گئے اور میں عذاب میں مبتلا ہوں، میری نمازیں اور روزے کہاں چلے گئے؟ مجھ سے برداشت نہ ہوسکا، میں نے قبر کھودنا شروع کردی تاکہ دیکھوں کہ میرا بھائی کس حال میں ہے؟ جونہی قبر کھلی، میں نے دیکھا کہ اس کی قبر میں آگ دہک رہی ہے اوراس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہے مگر میں محبت میں دیوانہ وار آگے بڑھا اوراس طوق کو اتارنا چاہا جس کو ہاتھ لگاتے ہی میرا یہ ہاتھ انگلیوں سمیت جل گیا، ہم نے دیکھا کہ واقعی اس کا ہاتھ سیاہ ہوچکا تھا، اس نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں نے اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور واپس لوٹ آیا، اگر میں نہ روؤں تو کون روئے گا؟ ہم نے پوچھا کہ تیرے بھائی کا وہ کون سا برا کام تھا جس کے باعث اسے یہ سزا ملی؟ اس نے کہا کہ ہاں وہ اپنے مال کی زکوۃ نہیں دیا کرتا تھا، ہم بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ فرمان الٰہی حق ہے:

[ولا يحسبن الذين يبخلون بما اتهم اللّٰه من فضله هو خير لهم بل هو شر لهم سيطوقون مابخلوا به يوم القيمة] (ال عمران: 180)

"اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال کے ساتھ جو انہیں اللہ تعالی نے اپنے فضل سے عطا کیا، یہ کہ وہ مال ان کیلئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کیلئے برا ہے، عنقریب انہیں طوق پہنایا جائے گا بروز قیامت اس مال کا جس کے ساتھ وہ بخل کرتے تھے۔"

اس حکایت سے معلوم ہو گیا کہ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کا قبر میں انجام برا ہوتا ہے کیونکہ یہ شخص رب کا نافرمان ہے، مال سے محبت کرتا ہے اور حق غرباء ادا نہیں کرتا، اسلئے اسے سزا کا سامنا ہو گا۔

تیرہ رمضان

۞ روزہ اور تقویٰ ۞

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین!

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔

[یا یھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون] (البقرۃ:183)

صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریمﷺ

محترم قارئین!

قرآن مجید فرقان حمید میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۳ کا مفہوم یہ ہے کہ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔"

روزہ کے ذریعے تقویٰ کا حصول کیسے ہوتا ہے؟

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر ابن کثیر (199/1) میں ہے: [لعلکم تتقون لان الصوم فیه تزکیة للبدن و تضییق لمسالک الشیطان]

"اسلئے کہ روزہ کی وجہ سے انسان کا بدن پاکیزہ ہوتا ہے اور شیاطین کے گمراہ کرنے والے راستے بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے انسان متقی بن جاتا ہے۔"

اسی طرح امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر (70/5) میں فرماتے ہیں:

[لعلكم تتقون ای ان الصوم یورث التقوی لما فيه من انكسار الشهوة و انقماع الهدی......لان الصوم یکسر شهوة البطن و الفرج]

''اس لئے کہ روزہ کی حالت میں شہوت میں کمی آتی ہے، روزہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوات کو ختم کرتا ہے، اس لئے روزہ کے ذریعے تقوی کا حصول ہوتا ہے۔''

تقوی کسے کہتے ہیں؟

اس کے بارے امام بیہقی شعب الایمان (287/3) میں ارشاد فرماتے ہیں۔

[حقيقة التقوى : فعل الما موربه و المندوب اليه و اجتناب المنهى عنه المكروه والمنزه عنه لان المراد من التقوى وقاية العبد نفسه من النار]

''تقوی کی حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کا حکم دیا گیا ہے، اس کو ادا کرنا اور مستحب عمل کو ادا کرنا اور جن مکروہ باتوں سے روکا گیا ہے، ان سے رک جانا اور باز رہنا، اسلئے تقوی سے مراد بندہ کا اپنے آپ کو آگ سے بچانا ہے۔''

تقوی عربی زبان کا لفظ ہے، اسکے لغوی و شرعی معنی کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال موجود ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں:

[۱]: تقوی کا اصل ''وَ قِ یَ'' ہے جس کا معنی نقصان دینے والی چیز سے اپنے آپ کو بچانا ہے، اب تقوی کا اصل معنی یہ ہوا کہ اپنے آپ کو اس چیز سے بچانا جس کا ڈر ہو، اصطلاح شریعت میں اپنے آپ کو گناہوں میں پڑنے سے بچانا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے تقوی کی تعریف پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ کبھی آپ کو خاردار راستے پر چلنے کا اتفاق ہوا؟ کہا ہاں! انہوں نے پوچھا پھر آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بچاؤ کیا اور اپنے کپڑے سمیٹے اور سمٹ کر چلا، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی تقوی ہے۔

[۲]: مفکر اسلام حضرت پیر کرم علی شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن: (30/1) پر رقم طراز ہیں۔

''تقوی کا لغوی معنی ہے: [جعل النفس في وقاية مما يخاف] یعنی نفس کو ہر ایسی چیز

سے محفوظ رکھنا جس سے ضرر کا اندیشہ ہو۔"

عرف شرع میں تقوی ہر گناہ سے اپنے آپ کو بچانا، پھر اس کے درجے مختلف ہیں، ہر شخص نے اپنے درجے کے مطابق اس کی تعبیر کی مگر میرے نزدیک سب سے بہتر یہ ہے:

[التقوی ان لا یراک اللہ حیث نھاک ولا یفقدک حیث امرک]

"تقوی یہ ہے کہ اللہ تعالی تجھے ایسی جگہ نہ دیکھے جس جگہ سے اس نے منع کیا اور وہ ایسی جگہ سے تجھے غیر حاضر نہ پائے جہاں کا اس نے حکم دیا ہے۔"

[۳]: مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی تفسیر خزائن العرفان:1092 میں رقم طراز ہیں۔ "تقوی کا معنی ہے نفس کو خوف کی چیز سے بچانا"

اور عرف شرع میں ممنوعات شرعیہ کو چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ متقی وہ ہے جو شرک و کبائر و فواحش سے بچے۔

[۴]: بعض نے کہا کہ تقوی یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔

[۵]: بعض نے کہا کہ تقوی آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی پیروی کا نام ہے۔

لیکن سب سے بہتر تقوی تو یہی ہے کہ انسان ہر نیکی کو اپنائے اور ہر گناہ سے بچے، یہی تقوی ہے۔

معلوم ہوا کہ تقوی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے اور اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی سے اپنے نفس کو محفوظ رکھے۔

یہی وجہ ہے کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ روزے کا مقصد عظمٰی انسانی سیرت کے اندر تقوی کا جوہر پیدا کر کے اس کے قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے جلا دینا ہے، روزے سے حاصل کردہ تقوی کو بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے جس سے اس کی زندگی کے شب و روز یکسر بدل کر رہ جائیں۔

مفکر اسلام پیر کرم علی الازھری تفسیر ضیاء القرآن میں اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

"روزے کا مقصد اعلیٰ تقوی و پرہیز گاری ہے اور اس سخت ریاضت کا پھل یہ ہے کہ تم متقی اور پاکباز بن جاؤ، روزے کا مقصد صرف یہ نہیں کہ تم صرف کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرو بلکہ مقصد یہ ہے کہ تم تمام اخلاق رذیلہ اور اعمال سیئہ سے مکمل طور پر بری ہو جاؤ، تم پیاس سے تڑپ رہے ہو، تم بھوک

سے بے تاب ہو رہے ہو، تمہیں کوئی بھی نہیں دیکھ رہا، ٹھنڈے پانی کی بوتل اور لذیذ کھانا بھی پاس موجود ہے لیکن تم ہاتھ بڑھانا تو کجا، آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تمہارے رب کا یہ حکم ہے، اب جب حلال چیزیں اپنے رب کے حکم سے تم نے ترک کر دیں تو وہ چیزیں جن کو تمہارے رب نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کیا ہے مثلاً چوری، رشوت، بد دیانتی، جھوٹ وغیرہ، ان کو بھی یقیناً چھوڑنا پڑے گا، یہی تقوی کا تقاضا ہے، یہی روزے کا اصل مقصد ہے۔

عام طور پر تقوی انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے مگر قرآن وسنت کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ روزہ کی بدولت حاصل شدہ تقوی حرام چیزوں سے تو درکنار، ان حلال وطیب چیزوں کے قریب بھی بحالت روزہ جانے نہیں دیتا جن سے نفع حاصل کرنا دیگر گیارہ مہینوں میں بالکل جائز ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تقوی کی دو قسمیں ہیں: (۱): وہ جو فرض ہے (۲): وہ جو ڈر اور خوف سے ہو، تقویٰ تو معاصی سے بچنا ہے اور خوف اور ڈر کا تقویٰ اللہ تعالیٰ کے محرمات میں شبہات سے بچنا۔ **(عیون الحکایات: 277)**

یہی وجہ ہے کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ تقوی کی تین اقسام ہیں:

(۱): عوام کا تقوی

عوام کا تقوی حرام وشبہ کی ان تمام چیزوں سے بچنا ہے جن کا مخلوق کی نظر میں برا انجام اور شریعت کی طرف سے ان پر مواخذہ ہو۔

(۲): خواص کا تقوی

خواص کا تقوی یہ ہے کہ ان تمام چیزوں سے الگ رہنا جن میں خواہش نفس کا دخل ہو اور نفس کی لذت اور رغبت کا شائبہ ہو۔

(۳): خواص الخاص کا تقوی

خواص الخاص کا تقوی یہ ہے کہ ان چیزوں سے بچنا جن میں انسان کے ارادے اور رائے کا دخل ہو۔

گویا خلاصہ یہ ہوا کہ عوام کا تقوی ترک دنیا، خواص کا تقوی ترک جنت اور خاص الخواص کا

تقویٰ ماسوا اللہ ہر شے کو ترک کر دینا۔

تقویٰ کی تکمیل کی شرائط

(غنیۃ الطالبین۔282) میں ہے کہ انسان جب تک دس باتوں کو پورا نہ کرے، اس وقت تک کامل تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۱): غیبت سے زبان کو روکنا

سورۃ الحجرات: آیت نمبر:12 پارہ 26 میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے:

[ولا یغتب بعضکم بعضا]

''اور تم میں سے کوئی بھی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔''

(۲): بدگمانی سے بچنا

جیسا کہ سورۃ الحجرات: 12 پارہ 26 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم]

''اے ایمان والو! کثیر گمان سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

اسی طرح حدیث مبارک میں ہے: ''گمان سے بچو کیونکہ گمان بڑی جھوٹی بات ہے۔''

(۳): مذاق سے بچنا

جیسا کہ سورۃ الحجرات: 11 پارہ 26 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[یایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم]

''اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے۔''

(۴): نامحرم عورتوں سے آنکھ کو بچانا

جیسا کہ سورۃ النور: 30 پارہ 18 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[قل للمومنین یغضوا من ابصارھم]

''آپ فرما دیجئے مومنوں کو کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔''

(۵): زبان سے سچ بولنا

جیسا کہ سورۃ الانعام: 152 پارہ: 8 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[واذا قلتم فاعدلوا] ''اور جب تم بات کرو تو عدل کرو۔''

(۶): اللہ کے احسان کو پہچاننا

جیسا کہ سورۃ الحجرات: 17 پارہ: 26 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان]

''بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان کیا کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔''

(۷): راہ حق میں مال خرچ کرنا

جیسا کہ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

[وممما رزقنھم ینفقون] ''اور جو ہم ان کو رزق دیتے ہیں، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

(۸): دنیا میں اضافے کا طالب نہ ہو

جیسا کہ سورۃ القصص: 83 پارہ: 20 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا]

''یہ آخرت کا گھر ہے، ہم اس کو ان لوگوں کیلئے بناتے ہیں جو زمین میں برتری اور فساد نہیں چاہتے۔''

(۹): نماز پنجگانہ کی حفاظت کرنا

جیسا کہ سورۃ البقرہ: 238 پارہ: 2 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین]

''حفاظت کرو تمام نمازوں کی خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کیلئے جھکتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔''

(۱۰): سیدھے راستے (اہلسنت والجماعت) پر قائم رہنا

جیسا کہ سورۃ الانعام:153 پارہ:8 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل]

”اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، پس تم اس کی پیروی کرو اور مختلف راستوں کی پیروی نہ کرو۔“

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ منہاج العابدین میں فرماتے ہیں:

”اے راہ عبادت کے راہی! یہ جان لو کہ تقوی ایک بہت نایاب دولت ہے، تم نے اگر اسے حاصل کرلیا تو یقیناً اس سے بڑے ہی قیمتی فوائد حاصل کرسکو گے، علم اور روحانی دولت کا خزانہ تمہیں ملے گا اور تم بڑی کامیابیاں حاصل کرلو گے اور جنت جیسے عظیم انعام کے مالک بن جاؤ گے، غرض دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ نے تقوی میں جمع فرمادیں ہیں۔

تقوی کے فوائد

ہم یہاں قرآن حکیم سے تقوی کی اہمیت اور اس کے بارے فوائد بیان کرتے ہیں:

پہلا فائدہ:

تقوی اختیار کرنا بڑی ہمت اور ارادے کا کام ہے، جیسا کہ ال عمران:186 پارہ:4 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [وان تتقوا وتصبروا فان ذلک من عزم الامور]

”اور اگر تم تقوی اختیار کرو اور صبر کرو تو بے شک یہ بڑے ہمت والے کاموں سے ہے۔“

دوسرا فائدہ:

متقی شخص اعداء کے شر و فتنہ سے محفوظ رہتا ہے جیسا کہ ال عمران:14 پارہ 4 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا]

”اور اگر تم صبر کرو اور تقوی اختیار کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“

تیسرا فائدہ:

صاحب تقوی کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے، جیسا کہ سورۃ النحل 178 پارہ 14 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون]

”بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقوی اختیار کیا اور وہی لوگ نیکی والے ہیں۔“

چوتھا فائدہ:

اصحاب تقوی آخرت کی مصیبتوں اور سختیوں سے محفوظ رہیں گے، جیسا کہ سورۃ الطارق 2 پارہ 28 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا]

''اور جو اللہ سے ڈرے گا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے گناہوں سے بچنے کی سبیل پیدا کر دے گا۔''

پانچواں فائدہ:

اللہ تعالیٰ دنیا میں غیب کے خزانوں سے اسے رزق حلال عطا فرمائے گا، جیسا کہ سورۃ الطارق:2 پارہ 28 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [و یرزقہ من حیث لا یحتسب]

''اور وہ اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان نہیں ہوگا۔''

چھٹا فائدہ:

متقین اور پرہیز گاروں سے اللہ تعالیٰ نے اصلاح اعمال اور مغفرت ذنوب کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ سورۃ الاحزاب:70,71 پارہ 22 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا، یصلح لکم اعمالکم و یغفرلکم ذنوبکم]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو، وہ تمہارے اعمال درست فرما دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔''

ساتواں فائدہ:

صاحب تقوی درحقیقت اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، چنانچہ سورۃ التوبہ:7 پارہ 9 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [ان اللہ یحب المتقین] ''بے شک اللہ تعالیٰ متقین کو پسند فرماتا ہے۔''

آٹھواں فائدہ:

متقین کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول بن جاتے ہیں، چنانچہ سورۃ المائدہ:27 پارہ 6 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [انما یقبل اللہ من المتقین]

''بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے اعمال قبول کرتا ہے۔''

نواں فائدہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت اور عزت واکرام کا معیار صرف تقویٰ ہے، جیسا کہ سورۃ الحجرات: 13 پارہ 26 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقکم]

''بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز وہ ہے جو سب سے بڑا متقی ہے۔''

دسواں فائدہ:

قرآن اہل تقویٰ کو دنیا کی خوشحالی اور نجات آخرت کی بشارت بھی سناتا ہے، جیسا کہ سورۃ یونس: 63 پارہ 11 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[الذین امنوا و کانوا یتقون، لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ]

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو متقی ہوئے، ان کیلئے دنیا اور آخرت کی زندگی میں خوشخبری ہے۔''

گیارھواں فائدہ:

یہ ہے کہ اہل تقویٰ سے نار جہنم سے حفاظت کا وعدہ بھی قرآن حکیم میں کیا گیا ہے، جیسا کہ سورۃ مریم: 72 پارہ 16 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [ثم ننجی الذین اتقوا]

''پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جو متقی ہوئے۔''

ایک دوسرے مقام پر سورۃ اللیل: 17 پارہ 30 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[وسیجنبھا الاتقی] ''اور عنقریب جہنم سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا متقی ہے۔''

بارھواں فائدہ:

اصحاب تقویٰ کے لئے جنت کی بشارت ہے، جیسا کہ سورۃ آل عمران: 133 پارہ 4 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: [اعدت للمتقین] ''جنت متقین کیلئے تیار کی گئی ہے۔''

معلوم ہوا کہ تمام دنیا و آخرت کی بھلائیاں اور سعادتیں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں جمع فرما دیں، لہٰذا آپ بھی اگر چاہتے ہیں کہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور دارین کی سعادتیں آپ کا مقدر بنیں تو پھر تقویٰ کی صفت سے متصف ہو جائیں، کسی شاعر نے تقویٰ کے بارے کیا خوب بات کہی:

من اتقی اللّٰہ فذالک الذی

سیق الیہ المتجر الرابح

لایتبع المرء الی قبره
غیر التقی والعمل الصالح

"جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرا، پس یہ وہی ہے جس کی طرف نفع والی تجارت لائی گئی"
"انسان کے پیچھے اس کی قبر میں نہیں جاتی کوئی چیز مگر تقوی اور نیک عمل"

اب سوال یہ ہے کہ ہم تقوی کیسے اختیار کریں اور نفس کو کیسے تقوی کے اصول و شرائط کا خوگر بنائیں اور اس کے حصول کا کیا طریقہ اختیار کریں؟

اس بارے میں اتنا سمجھیں کہ پوری ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے ساتھ گناہ کے داعیہ پر نفس کو کنٹرول کر کے اس سے روکا جائے اور بلا وجہ مباحات کے استعمال سے بھی بچا جائے اور جب نفس پر کنٹرول کیا جائے گا تو خود بخود تمام ظاہری و باطنی اعضاء بدن میں تقویٰ آجائے گا، آنکھ، کان، پیٹ، شرمگاہ اور تمام باطنی اعضاء بدن اور اجزاء جسم اور نفس قابو میں آجائیں گے اور ہر سال ایک ماہ کے اس ضبط نفس کی لازمی تربیتی مشق کا اہتمام اس مقصد کے حصول کے لئے ہے کہ انسان کے قلب و باطن میں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حلال و حرام کا فرق روا رکھنے کا جذبہ اس قدر فروغ پائے کہ اس کی بقیہ تمام زندگی ان خطوط پر استوار ہو جائے کہ ہر معاملے میں حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے وہ حرام چیزوں کے شائبہ سے بھی بچ جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں روزہ کی حقیقی روح یعنی تقوی کو حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم!

چودہ رمضان

❁ مذمت جھوٹ ❁

الحمدللّٰہ الذی فضل بنی آدم بالعلم والعمل علی جمیع العالم والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید العرب والعجم وعلی الہ واصحابہ ینابیع العلوم والحکم امابعد! ﴿ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین ﴾

حضرات گرامی!

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اِس کی برائی بیان کرتے ہیں، یہ تمام اَدیان میں حرام ہے، اِسلام نے بھی اِس سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے، جھوٹ ایک بری اور رذیل عادت ہے جس سے انسان کا وقار مجروح ہو جاتا ہے، جھوٹا آدمی دین و دنیا دونوں میں خسارہ پاتا ہے، جھوٹا آدمی ہر جگہ ذلیل وخوار رہتا ہے۔

ہر مجلس اور ہر انسان کے سامنے بے وقار اور بے اعتبار ہو جاتا ہے اور یہ اِتنا بڑا گناہ ہے کہ اَللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اِعلان فرمایا کہ [[لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین]]

یعنی کان کھول کر سن لو کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے اور جھوٹا شخص خدا کی رحمتوں سے دور کر دیا جاتا ہے، اِسلئے یاد رکھیں کہ ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ اس لعنتی عادت سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنے بچوں کو بھی اس بری عادت میں پڑنے سے بچائیں۔

جھوٹ کسے کہتے ہیں؟

ہر خلاف واقع بات کو جھوٹ کہتے ہیں اور ہر جھوٹ حرام ہے چاہے بچے جھوٹی بات کہیں یا بڑے، جھوٹ بہر حال جھوٹ ہی ہے، چاہے جھوٹی بات کہو، چاہے جھوٹی قسم اُٹھاؤ، چاہے اَللہ پر جھوٹ

باندھو، چاہے رسول کی طرف جھوٹی بات منسوب کرو اور چاہے مذاق میں جھوٹ بولو، جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور قابلِ مذمت ہے۔

جھوٹ ہر قسم کا ہی کبیرہ گناہ ہے مگر سب سے بڑا اور خطرناک جھوٹ یہ ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے تو اِس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جیسا کہ ارشاد ہوا۔

﴿فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا ليضل به الناس بغير علم، ان الله لا يهدى القوم الظالمين﴾ [الانعام:۱۴۵]

''پس اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھے جھوٹا تا کہ گمراہ کرے لوگوں کو اپنی جہالت سے، بیشک اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے، اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ومن اصدق من الله قيلا﴾ [النساء:۱۲۲]

''اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔''

﴿ويوم القيمة ترى الذين كذبوا على الله وجوههم مسودة﴾ [الزمر:۶۰]

''اور قیامت کے دن تو دیکھے گا ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔''

اِس کے بعد جھوٹ کی **دوسری قسم** ہے، رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا، اِس کی بھی شدید مذمت کی گئی ہے۔

﴿عن سمرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ من حدث عنى بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين﴾ [صحیح مسلم، ریاض الصالحین:۳۸۳]

''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے ایسی حدیث بیان کی جس کو وہ جھوٹ سمجھتا ہے تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔''

﴿من كذب علىّ متعمدا فليتبوا مقعده فى النار [فجزائه جهنم]﴾

''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔''

اِس کے بعد جھوٹ کی **تیسری قسم** ہے کہ عام مومن سے جھوٹ بولنا، اِس کی بھی شدید مذمت ہے۔ ﴿ **واجتنبوا قول الزور** ﴾ **[الحج:۳۰]** ''اور تم جھوٹی بات سے بچو۔''

اِس آیت کریمہ میں جھوٹی بات کرنے سے روکا گیا ہے اور دیگر آیات میں سچوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ﴿ **هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم** ﴾

''یہ وہ دن ہے جس دن سچوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔''

﴿ **يايها الذين امنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين** ﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

مذکورہ آیات کے علاوہ کثیر احادیث مبارکہ میں سچ کی ترغیب اور جھوٹ کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

﴿ **عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ عليكم بالصدق فان الصدق يهدى الى البر وان البر يهدى الى الجنة وان الرجل ليتصدق حتى يكون صديقا وان الكذب يهدى الى الفجور وان الفجور يهدى الى النار وان الرجل ليكذب حتى يكتب عند الله كذابا** ﴾

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک ایک شخص مسلسل سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق ہو جاتا ہے اور بے شک جھوٹ نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک ایک شخص مسلسل جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

[صحیح بخاری:۶۰۹۴، صحیح مسلم:۲۶۰۷، جامع ترمذی:۱۹۷۱، ابوداؤد:۴۹۸۹، ابن ماجہ:۴۶، مشکوۃ المصابیح:۴۸۲۴]

﴿ **عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد خلف واذا اؤتمن خان** ﴾

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی

جائے تو خیانت کرے۔" [صحیح بخاری:۳۳،صحیح مسلم:۵۹،جامع ترمذی:۲۶۳۱،سنن نسائی:۴۹۳۵]

﴿الا انبئكم باكبر الكبائر ؟قلنا بلى! يارسول الله! الاشراک بالله وعقوق الوالدين وقول الزور﴾ [مشکوۃ]

"رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہاں! کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی بات کہنا۔"

﴿واعظم الخطايا اللسان الكذب﴾ [تنبیہ الغافلین:۷۶]

"اور زبان کی غلطیوں میں سے سب سے بڑی غلطی جھوٹ ہے۔"

﴿عن صفوان بن سليم رضی اللہ عنہ قيل يارسول الله ! ايكون المؤمن جبانا؟ قال نعم فقيل له ايكون المؤمن بخيلا ؟ قال نعم ! فقيل له ايكون المؤمن كذابا ؟قال ،لا﴾

"حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ ہاں، پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ ہاں، پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔" [مشکوۃ المصابیح:۴۱۴،بیہقی]

مذاق میں بھی جھوٹ بولنا منع ہے

﴿عن بهز بن حكيم رضی اللہ عنہ قال رسول الله ﷺ ويل لمن يحدث فيكذب ليضحک به القوم ويل له ويل له﴾ [سنن ترمذی،مسند احمد،ابوداؤد،مشکوۃ المصابیح:۴۱۳]

"حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو بات کرے تو جھوٹ بولتا کہ اس سے قوم کو ہنسائے، اس کیلئے خرابی ہے، اس کیلئے خرابی ہے۔"

ہر سنی سنائی بات کرنا بھی جھوٹ ہے

﴿عن ابي هريرة رضی اللہ عنہ : كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع﴾

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کردے۔" [صحیح مسلم،ریاض الصالحین:۳۸۳]

جھوٹ کی نحوستیں

فرشتے جھوٹے آدمی سے دور بھاگ جاتے ہیں

﴿عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ اذا کذب العبد تباعد عنه الملک میلا من نتن ماجاء به﴾ [سنن ترمذی، مشکوۃ المصابیح:۴۱۳]

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس سے فرشتہ جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔"

جھوٹ سے رزق میں کمی آتی ہے

﴿عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ: الكذب ينقض الرزق﴾ [الترغیب والترہیب:۲/۴۲۷]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔"

جھوٹے کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے

﴿الا ان الكذب يسود الوجه﴾ [الترغیب والترہیب:۲/۴۲۷]

"رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سنو کہ جھوٹے شخص کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔"

تین مواقع پر جھوٹ جائز

﴿الكذب لا يصلح الا فى ثلث : فى الحرب لان الحرب خدعة والرجل يصلح به بين اثنين والرجل يصلح به بينه وبين امرأته﴾ [تنبیہ الغافلین:۷۶]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ جائز نہیں ہے مگر تین مقامات میں۔ [۱]۔ جنگ میں اسلئے جنگ ایک قسم کی چال بازی ہے۔ [۲]۔ وہ شخص جو دو انسانوں کے درمیان صلح کروانے کیلئے [۳]۔ وہ شخص جو جھوٹ بول کر میاں اور اس کی بیوی کے درمیان صلح کرواتا ہے۔"

جھوٹ بولنے کی اِجازت کی تفصیل

یہ یادرہے کہ جن مواقع میں شریعت نے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے،اُن میں بھی جہاں تک ہوسکے،ایسی بات بولے یا ایسے اَلفاظ منہ سے نکالے کہ جن میں کھلا جھوٹ نہ ہو بلکہ کسی معنی کے لحاظ سے وہ صحیح ہو،اِس کو عربی زبان میں[توریہ] کہتے ہیں،مثلاً کسی ڈاکو نے تم سے پوچھا کہ تمہارے پاس مال ہے یا نہیں ؟اورتم کو یقین ہے کہ اگر میں اِقرار کروں گا تو وہ مجھے قتل کرڈالے گا یا میرا مال لوٹ لے گا تو تم اُس وقت کہہ دو کہ میرے پاس کوئی مال نہیں اور نیت یہ کرلو کہ میری جیب یا میرے ہاتھ میں کوئی مال نہیں ، بیگ یا کسی اور چیز میں ہے تو اِس معنی کے لحاظ سے تمہارا یہ کہنا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے؟یہ درست ہوگا اور اِس معنی کے لحاظ سے کہ میری ملکیت میں کوئی مال نہیں تو یہ جھوٹ ہے، اَحادیث مبارکہ میں اِسی قسم کے جھوٹ کی اجازت دی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور جھوٹ باطل ہی ہے تو اُس کیلئے جنت کے کنارے مکان بنایا جائے گا۔ [سنن ترمذی]

حضرت سفیان بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بڑی خیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اِس بات میں سچا جان رہا ہو اور تو اُس سے جھوٹ بول رہا ہو۔ [سنن ابی داؤد]

مسئلہ: جس اچھے مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور جھوٹ بول کر بھی تو وہاں جھوٹ بولنا حرام ہے۔

مسئلہ: جس قسم کے مبالغہ کا عادۃً رواج ہے،لوگ اِسے مبالغہ پر ہی محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے ،وہ جھوٹ میں داخل نہیں مثلاً یہ کہے کہ میں تمہارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ تمہیں سمجھایا، یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کثیر مرتبہ آنا اور سمجھانا مراد ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
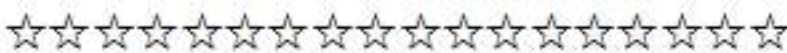
پندرہ رمضان

۞ فضیلت درود ۞

" الحمد للہ الذی ابدع الاکوان وشرف فیھا الانسان وعلمہ الحکمۃ والبیان وازکی الصلوت واسنی التحیات علی حبیبہ الھادی الشفیع سیدنا و مولانا محمد سید ولد عدنان وعلی الہ الاطھار واصحابہ الابرار ومن تبعھم الی یوم الدین باحسان! اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم.

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا یھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما.

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

محترم قارئین!

حصولِ برکت، ترقی معرفت اور آقا کریم ﷺ کی قربت کے لئے درود وسلام سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں، یقیناً سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ ﷺ پر درود بھیجنے کے بے شمار فضائل برکات ہیں جن کو احاطہ بیان میں لانا ممکن نہیں.

درود شریف کے فضائل میں بے شمار کتب تصنیف کی گئی ہیں، قلم کی روشنائی تو ختم ہو سکتی ہے، بیان کے الفاظ بھی ختم ہو سکتے ہیں، مگر فضائلِ درود وسلام بر سید خیر الانام ﷺ کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔

دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام ہمیں اپنے محسن غمگسار آقا ﷺ پر درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے رہنا چاہیے، یوں بھی سرکارِ ابد قرار ﷺ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، بطنِ سیدہ آمنہ سے دنیائے آب وگل میں جلوہ افروز ہوتے ہی آپ نے سجدہ فرمایا اور ہونٹوں پر یہ دعا جاری تھی: "رب ھب لی امتی".

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوۃ والسلام

رحمتِ عالم سفرِ معراج پر روانگی کے وقت اُمتِ عاصی کو یاد فرما کر آبدیدہ ہوگئے، دیدارِ جمال

خداوندی اور خصوصی نوازشات کے وقت بھی گناہ گار امت کو یاد فرمایا، زندگی بھر گناہ گار امت کے لئے غمگین رہے، لہذا محبت وعقیدت اور مروت کا یہی تقاضا ہے کہ غمخوارِ اُمت کی یاد اور اُن پر درود وسلام سے کبھی غفلت نہ کی جائے.

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرے تو چاہیے کہ محسن کا بدلہ دیا جائے، اگر بدلہ نہ ہو سکے تو کم از کم اس کے لئے دعا کردی جائے، غور فرمائیں کہ آقا کریم ﷺ کے ہم پر کتنے احسانات ہیں مگر یہ کب ممکن ہے کہ ہم ان کا شکریہ ادا کرسکیں، بس اتنا ہی کریں کہ ان کریم آقا ﷺ پر درود وسلام کے گجرے نچھاور کرتے رہیں یعنی آپ کے حق میں دعائے رحمت کیا کریں۔

بائیسویں پارے کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی، وہ آقا کریم ﷺ کی واضح نعت ہے، اس میں ایمان والوں کو پیارے مصطفےٰ ﷺ پر درود وسلام کا حکم دیا گیا ہے، یہ بات توجہ طلب ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں مومنوں کیلئے بے شمار احکامات صادر فرمائے مثلاً نماز، روزہ اور حج وغیرہ۔

مگر کسی جگہ یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ یہ کام رب بھی کرتا ہے، ہمارے فرشتے بھی کرتے ہیں صرف اور صرف درود پاک کے بارے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی اکرم ﷺ پر صلوۃ بھیجتے ہیں، اسلئے تم بھی اپنے میٹھے آقا ﷺ پر درود وسلام کے نذرانے پیش کرو.

احادیث مبارکہ میں درود پاک پڑھنے کی بے شمار فضیلت وبرکت بیان کی گئی.

علامہ ابن حجر ہیتمی [زواجر] میں حضرت ابن عمر سے نقل فرماتے ہیں:

[ان للّٰہ ملائکۃ سیا حین یبلّغونی عن امتی السلام حیثما کنتم فصلوا علیّ فان صلوتکم تبلّغنی] (نسائی، دارمی، مشکوۃ:86)، (الزواجر:166)

''بے شک اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں چلتے ہیں، وہ میرے امتی کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں چاہے تم کہیں بھی ہو، پس تم مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے۔''

علامہ ابن حجر ایک اور روایت نقل فرماتے ہیں.

[قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ وکل بقبری ملکا اعطاہ اسماعَ الخلائق فلا یصلی علیّ احدٌ الی یوم القیمۃ الابلغنی باسمہ واسم ابیہ: ھذا فلان بن فلان قد

صلی علیک] (اثر و احمد:167)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جس کو تمام مخلوقات کی آوازیں عطا کی ہیں، پس قیامت تک جو بھی میرا امتی مجھ پر درود پاک بھیجتا ہے تو مجھے اس شخص کا نام اور اس کے باپ کا نام پہنچتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پاک بھیجا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[قال رسول اللہ ﷺ من صلی علیّ صلوۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات و حُطت عنہ عشر خطیات و رُفعت لہ عشر درجات] (سنن نسائی، مشکوۃ:86)

"رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[اولی الناس بی یوم القیمۃ اکثرھم علیّ صلوۃ] (ترمذی، مشکوۃ:86)

"رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا ہوگا۔"

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

[فی روایۃ الطبرانی: قال رسول اللہ ﷺ من صلی علیّ صلوۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا ومن صلی علیّ عشرا صلی اللہ علیہ مائۃ ومن صلی علیّ مائۃ کتب اللہ بین عینہ براءۃٌ من النفاق وبراءۃ من النار واسکنہ یوم القیمۃ مع الشھداء] (اثر و احمد:166/1)

"طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ شخص جہنم کی آگ اور نفاق سے بری ہے اور اسے قیامت کے دن شہداء کے ساتھ جگہ دی جائے گی۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

[البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علیّ] (ترمذی، احمد، مشکوۃ:87)، (اثر و احمد:165/1)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود پاک نہیں پڑھا۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[الدعاء موقوف بین السماء والارض لایصعد منها شیء حتی تصلی علی نبیک] (ترمذی و مشکوۃ: 87)

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دعا آسمانوں اور زمین میں رکی رہتی ہے، اس سے آگے بلند نہیں ہوتی یہاں تک کہ تم اپنے نبی پر درود پاک بھیجو۔''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[قال قلت یارسول اللّٰہ: انی اکثر الصلوۃ علیک فکم اجعل لک من صلوتی، فقال، ماشئت ،قلت ،الربع، قال، ماشئت، فان زدت فهو خیر لک،قلت، النصف ،قال، ما شئت، فان زدت فهو خیر لک،قلت، فالثلثین،قال،ماشئت،فان زدت فهو خیر لک،قلت،اجعل لک صلوتی کلها، قال اذاً تکفی همّک و یُکفرلک ذنبُک]

''حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میں آپ پر کثرت سے درود پاک بھیجتا ہوں، پس میں کتنا وقت آپ پر درود پاک کیلئے مقرر کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا وقت تم چاہو مقرر کرلو، پس میں نے عرض کیا کہ میں چوتھائی حصہ مقرر کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا تم چاہو (مقرر کرلو) البتہ اگر زیادہ وقت کرلو گے تو بہتر ہوگا تو میں نے عرض کی کہ کیا نصف حصہ مقرر کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا تم چاہو (مقرر کرلو) البتہ اگر زیادہ وقت مقرر کروگے تو بہتر ہوگا تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں دوتہائی حصہ مقرر کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا تم چاہو (مقرر کرلو) البتہ اگر زیادہ وقت مقرر کروگے تو بہتر ہوگا، تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں تمام وقت آپ پر درود پاک بھیجوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب یہ تمہارا غم دور کردے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔'' (ترمذی و مشکوۃ: 86)

امام غزالی نقل فرماتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کا ایک پر مشرق، دوسرا مغرب میں سر عرش کے نیچے اور دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے برابر اس کے پر ہیں، جب میری امت کا کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عرش کے نیچے نور کے سمندر میں غوطہ لگانے کا حکم ارشاد فرماتا ہے، وہ اسی وقت غوطہ زن ہوتا ہے اور باہر نکل کر اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو ہر پر

سے ایک ایک قطرہ گرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اس بندے کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب:19)

سیدنا امام غزالی نقل فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیرے اس سے زیادہ قریب ہو جاؤں جس قدر تیرا کلام تیری زبان کے قریب ہے، تیرے دل کا خیال تیرے دل کے قریب ہے، تیرا بدن تیری روح کے قریب ہے، تیری آنکھوں کا نور تیری آنکھ کے قریب ہے اور تیری سماعت تیرے کانوں کو قریب ہے تو حضرت محمد ﷺ کثرت سے درود پڑھا کر۔ (مکاشفۃ القلوب:34)

امام غزالی فرماتے ہیں:

ایک عورت حضرت حسن بصری کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری ایک جوان بیٹی تھی جو فوت ہوگئی ہے، میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں، آپ کے پاس حاضر ہوئی ہوں کہ مجھے ایسی تعلیم سکھائیں جس کے ذریعے میں اسے دیکھ سکوں، آپ نے اسے ایسے کلمات سکھا دیئے، جب اس عورت نے اپنی بیٹی کو دیکھا تو اس پر تارکول کا لباس، گردن میں زنجیر اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں، عورت نے یہی معاملہ حضرت حسن بصری کو بتایا تو وہ بھی غمگین ہوئے، پھر ایک عرصہ دراز کے بعد حضرت حسن بصری نے اس لڑکی کو جنت میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج تھا۔

اس نے عرض کی کہ اے حسن! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں، میں اس عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی اور ایسی ایسی بات کی تھی، حضرت حسن نے فرمایا کہ جس حال میں تجھے دیکھ رہا ہوں، یہ کیسے ہوا؟ عرض کرنے لگی کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا تھا جس نے صرف ایک دفعہ آقا کریم ﷺ درود پاک پڑھا تھا اور اس قبرستان میں 500 انسان عذاب میں مبتلا تھے، آواز آئی کہ اس بندے کے درود پاک کی برکت سے عذاب اٹھا لو۔ **(مکاشفۃ القلوب:47)**

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ جب آقا کریم ﷺ کی ذات پر ایک دفعہ درود پاک پڑھنے کی برکت سے 500 افراد کی بخشش ہوگئی تو بندہ ساری زندگی اپنے میٹھے آقا ﷺ درود پاک پڑھتا رہتا ہے، کیا اسے بروز قیامت آقا کریم ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی؟

سیدنا امام غزالی ؒ فرماتے ہیں:

روایت ہے کہ ایک آدمی نے جنگل میں ایک انتہائی قبیح صورت دیکھی اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تیرا برا عمل ہوں، آدمی نے پوچھا کہ تجھ سے کیسے رہائی ممکن ہے؟ اس نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھا کرو، جس طرح کہ آقا کریم ﷺ کا فرمان معظم ہے:

[الصلوٰة عليّ نور الصراط ومن صلى عليّ يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما] (مکاشفۃ القلوب:57)

''مجھ پر درود پاک پڑھنا پل صراط پر نور ہوگا اور جس نے مجھ پر جمعہ کے دن ۸۰ مرتبہ درود پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔''

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی نقل فرماتے ہیں:

حضرت سفیان ثوری نے دوران طواف ایک شخص کو دیکھا جو ہر قدم پر درود پاک پڑھتا تھا، حضرت سفیان نے اسے کہا کہ کیا بات ہے؟ تو نے تسبیح و تحلیل کو چھوڑ دیا اور اس کی جگہ آقا کریم ﷺ پر درود پاک بھیجتا ہے، کیا تیرے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تجھے معاف کرے تو کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں، اس نے کہا کہ اگر تو نادر روزگار نہ ہوتا تو میں تجھے اپنے حال کے متعلق کبھی نہ بتاتا اور نہ ہی اپنے راز سے تجھے باخبر کرتا، پھر کہا کہ میں حج بیت اللہ کے لئے اپنے بیمار باپ کی وجہ سے ٹھہر گیا اور ان کا علاج کیا، ایک رات میں ان کے سرہانے بیٹھا تھا کہ ان کا انتقال ہوگیا اور چہرہ سیاہ ہوگیا، میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر ان کے چہرے پر چادر ڈال دی۔ پس میری آنکھیں بوجھل ہوگئیں اور میں سوگیا، پھر میں خواب میں ایک ایسے خوبصورت اور وجیہ شخص کو دیکھتا ہوں کہ اس سے پہلے میں نے اتنا حسین و جمیل اور اس سے بڑھ کر پاکیزہ لباس والا، خوشبودار شخص نہ دیکھا تھا، وہ قدم بہ قدم اٹھاتا میرے والد کے نزدیک پہنچا اور اس کے چہرے سے چادر ہٹا کر ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید ہوگیا۔

پھر وہ شخص لوٹنے لگا تو میں نے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا کہ اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟ جو اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے تیرے حوالے سے میرے والد پر احسان فرمایا تو انہوں نے کہا کہ تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحب قرآن، محمد بن عبداللہ ﷺ ہوں، اگرچہ تیرا والد اپنے نفس پر زیادتی کرتا رہا لیکن وہ میرے اوپر کثرت سے درود پاک پڑھا کرتا تھا، اب اس پر مصیبت آئی تو اس نے مجھ سے مدد چاہی اور میں ہر اس شخص کی مدد کرتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے، پھر میں بیدار ہوا اور اپنے والد کے چہرے کو روشن دیکھا۔ (تنبیہ الغافلین:2/166)

محترم قارئین!

ان تمام روایات واحادیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ آقا کریم ﷺ کی ذات گرامی پر درود پاک پڑھنا انتہائی سعادت مندی ہے، گناہوں کی مغفرت، درجات کی بلندی، دعاؤں کی قبولیت اور مصیبتوں سے چھٹکارے کا سبب ہے۔

دکھوں نے تم کو جو گھیرا ہے تو درود پڑھو
جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
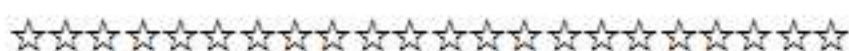
☆ ماخذ ومراجع ☆

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
1	القرآن الکریم	18	سنن نسائی	35	تاریخ دمشق
2	تفسیر کبیر	19	سنن ابن ماجہ	36	تنبیہ الغافلین
3	تفسیر مظہری	20	صحیح ابن حبان	37	الزواجر
4	تفسیر در منثور	21	مصنف ابن ابی شیبہ	38	مکاشفۃ القلوب
5	تفسیر خازن	22	کنز العمال	39	کیمیائے سعادت
6	تفسیر مدارک	23	مشکوٰۃ المصابیح	40	احیاء العلوم
7	تفسیر روح المعانی	24	شعب الایمان	41	غنیۃ الطالبین
8	تفسیر روح البیان	25	صحیح مستدرک	42	زاد المعاد
9	تفسیر فتح القدیر	26	مسند احمد	43	ریاض الصالحین
10	تفسیر ابن کثیر	27	المعجم الکبیر	44	المفردات
11	تفسیر نعیمی	28	المعجم الاوسط	45	لسان العرب
12	تفسیر خزائن العرفان	29	الترغیب والترہیب	46	القاموس المحیط
13	تفسیر ضیاء القرآن	30	مجمع الزوائد	47	تاریخ مکہ
14	صحیح بخاری	31	سنن دارمی	48	الحلیۃ الاولیاء
15	صحیح مسلم	32	جامع الاحادیث	49	الصواعق المحرقۃ
16	جامع ترمذی	33	صحیح ابن خزیمہ		
17	سنن ابی داؤد	34	الادب المفرد		

ان شاءاللہ العزیز آئندہ سال بقیہ مندرجہ ذیل پندرہ دروس رمضان کی اشاعت کی جائے گی۔

[۱۶]: روزہ اور اعمال سیئہ، [۱۷]: غزوہ بدر، [۱۸]: روزہ اور صبر، [۱۹]: عشرہ ثالث: جہنم سے آزادی، [۲۰]: فضیلت اعتکاف، [۲۱]: سیرت علی، [۲۲]: روزہ اور کلید جنت، [۲۳]: مذمت ظلم، [۲۴]: مذمت غصہ، [۲۵]: فضیلت میزبانی، [۲۶]: فضیلت شب قدر، [۲۷]: فضیلت صدقہ، [۲۸]: رزق حلال، [۲۹]: مذمت غیبت، [۳۰]: عیدالفطر یوم تشکر

مولانا محمد فہیم قادری مصطفائی کی دیگر غیر مطبوعہ کتب کا تعارف

[۱]: **تفہیمُ الاحادیث** (صحاح ستہ سے اَخذ شدہ عقائدِ اہلسنت پر مشتمل انمول تحریر) زیرِ طبع۔

[۲]: **تدوینِ فقہ** (فقہ کی تعریف وموضوع اور تاریخ وتدوین پر مشتمل ایک مفید رسالہ) زیرِ طبع۔

[۳]: **تدوینِ حدیث** (حدیث کی تعریف، تاریخ وتدوین پر مشتمل بہترین رسالہ) زیرِ طبع۔

[٤]: **تدوینِ تفسیر** (تفسیر وتاویل کی تعریفات وتاریخ وتدوین پر مشتمل عمدہ رسالہ) زیرِ طبع۔

[۵]: **عُلومِ مُصطفیٰ** (صحاح ستہ میں مذکور علم غیب پر مشتمل 160 اَحادیث کا مجموعہ) زیرِ طبع۔

[٦]: **تذکرۂ امام ابو حنیفہ** (امام الائمہ فی الحدیث کے فضائل ومناقب پر مشتمل رسالہ) زیرِ طبع۔

[۷]: **عقیدۂ شفاعت** (شفاعت کی تعریف، اس کی اقسام اور دلائل واضحہ پر مشتمل رسالہ) زیرِ طبع۔

[۸]: **عقیدۂ استعانت اور صحابہ کرام** (صحابہ کرام کے استعانت واستمداد کے عقائد پر مشتمل بہترین رسالہ، 40 صفحات) زیرِ طبع۔

[۹]: **تعریفات کوئز** (درسِ نظامی میں پڑھائے جانے والے مختلف 15 علوم وفنون کی تعریفات اور اہم قواعد پر مشتمل عمدہ تحریر) زیرِ طبع۔

[۱۰]: **تفہیمُ التوسل** [اُردو ترجمہ] (115 کتب کے حوالہ جات سے مزین عمدہ تحریر، 64 صفحات) زیرِ طبع

[۱۱]: **تذکرۂ امام ابو حنیفہ** (امام الائمہ فی الحدیث کے فضائل ومناقب پر مشتمل رسالہ) زیرِ طبع۔

[۱۲]: **تفہیمُ القواعد** (نحوی ترکیبی قواعد پر مشتمل ایک مفید تحریر، 56 صفحات) زیرِ طبع۔

[۱٤]: **عشقِ رسول ﷺ** (محبت وعشقِ رسول ﷺ سے بھرپور تحریروں کا مجموعہ) زیرِ طبع۔

[۱۵]: **نحو کوئز** (نحو کے ابتدائی اہم مسائل پر مشتمل آسان فہم سوالاً وجواباً رسالہ) زیرِ طبع۔

[۱٦]: **انمول خزانہ** (سورۂ فاتحہ کا خلاصہ معتبر وماہر مفسرین کی تفاسیر کی روشنی میں) زیرِ طبع۔

[۱۷]: **سیرت کوئز** (نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سوالاً جواباً انتہائی آسان انداز میں مرتب شدہ تحریر) زیرِ طبع۔

مولانا محمد فہیم مصطفائی صاحب کی کی درسی غیر مطبوعہ کتب کا تعارف

[١]: **تفهيمُ النّحو، شرح هداية النحو** (ہدایۃ النحو کی عبارت کو حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع۔

[٢]: **تفهيمُ التّركيب، شرح مائة عامل** (شرح مائۃ کی مکمل ترکیب پر مشتمل) زیرِ طبع۔

[٣]: **تفهيمُ التّهذيب، شرح شرح تهذيب** (اغراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع۔

[٤]: **تفهيمُ الجامي، شرح شرح جامي** (اغراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع۔

[٥]: **تفهيمُ المشكوة، شرح مشكوة** (مختلف منتخب احادیث سے مستنبط سینکڑوں مسائل کا مجموعہ) زیرِ طبع۔

[٦]: **تفهيمُ الهدايه، شرح هدايه** (منتخب ابواب کی اغراض شارح حل کرنے والی بہترین تحریر) زیرِ طبع۔

[٧]: **تفهيمُ المُختصر، شرح مختصر المعاني** (اغراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع.

[٨]: **تفهيمُ الحُسَامي، شرح حُسامي** (اغراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع۔

[٩]: **تفهيمُ القطبي، شرح قطبي** (اغراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع۔

[١٠]: **تفهيمُ الحسن، شرح مُلاحسن** (اغراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع۔

[١١]: **تفهيم البيضاوي، شرح بيضاوي** (اغراض مفسر حل کرنے والی بہترین شرح) زیرِ طبع۔

[١٢]: **تفهيمُ العقائد، شرح شرح العقائد** (شرح عقائد کی آسان فہم شرح) زیرِ طبع۔

[١٣]: **تفهيم الميبذي، شرح ميبذي** (فلسفے کی کتاب میبذی کی پیچیدگیوں کو حل کرنے والی شرح) زیرِ طبع۔

[١٤]: **دس سالہ حل شدہ پرچہ جات** (تنظیم المدارس کے تحت منعقد ہونے والے دورۂ حدیث کے دس سالہ پرچہ جات کا حل) زیرِ طبع۔